رجسٹرڈ نمبر ل ۶۲

Regd. No. L. 62

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

قادیان

ہفت روزہ

شرح چندہ

سالانہ چھ روپے

ششماہی ۵۰-۳

ممالک غیر ۵۰-۷

فی پرچہ ۱۳ پیسے

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- فیض احمد گجراتی

جلد ۱۱	۲۹ نبوت ۱۳۴۱ ہش	۳۰ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ	۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء	نمبر ۴۸

اخبار احمدیہ

ربوہ - ۲۴ نومبر بوقت ۸ بجے صبح (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل دوپہر سے بعد دوپہر تک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو شدید بے چینی کی تکلیف رہی شام کے وقت طبیعت قدرے بہتر ہوگئی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ بخشے آمین

ربوہ ۲۳ نومبر - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ رات طبیعت بہت کمزور اور ناساز رہی - احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت میاں صاحب ممدوح کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

قادیان - ۲۴ نومبر - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال حیدرآباد تشریف لے گئے ہوئے ہیں - اللہ تعالیٰ کے فضل سے سفر حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت دارالامان واپس لائے۔

— چینی جارحیت کے تعلق -

امداد و تعاون کی پیشکش کے متعلق جناب وزیر اعظم صاحب بھارت کی قدر افزائی

چینی جارحیت کے مقابلہ کے لئے جس رنگ میں جماعتہائے احمدیہ قادیان و ہندوستان اپنی روایات کے مطابق تعاون اور قربانی کے جذبہ کا اظہار کر رہی ہیں اس کی اطلاع ملنے پر جناب وزیر اعظم صاحب بھارت کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے مندرجہ ذیل چٹھی جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان کی خدمت میں موصول ہوئی ہے :-

از دفتر وزیر اعظم - نئی دہلی نمبر 7823 .PMO موَرخہ ۱۵-۱۱-۶۲

مکرم بندہ ... یہ چٹھی آپ کی چٹھی نمبر 956/62-10/ج موَرخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۶۲ء جس کے ساتھ احمدیہ جماعت کی نیشنل ڈیفنس فنڈ کے تعلق میں امداد اور کوششوں کی رپورٹ بھجوائی گئی ہے، کی رسید گی بہ شکریہ کے ساتھ لکھی جاتی ہے۔ اس ضمن میں جو کوششیں احمدیہ جماعت کر رہی ہے جناب وزیر اعظم صاحب ان کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

آپ کا مخلص

دستخط (ایم ایل برار) پرائیویٹ سیکرٹری وزیر اعظم

جناب وزیر اعلیٰ حکومت پنجاب

— کی طرف سے شکریہ کا خط —

جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے موجودہ نازک دور میں ملک کی خدمت کے لئے جو جدوجہد کی گئی ہے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جناب سیکرٹری صاحب وزیر اعلیٰ تحریر کرتے ہیں کہ :-

نمبر ... ۱۹۶۲ء

از دفتر سیکرٹری

چیف منسٹر پنجاب

شری راجیکی صاحب

وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب جماعت احمدیہ کی ان خدمات کا (کوشش) پر شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو موجودہ قومی ہنگامی حالات میں پیش کی گئی ہیں۔ حکومت ان خدمات سے مناسب فائدہ اٹھانے کو زیر غور لا رہی ہے۔ آپ کی قومی حفاظتی فنڈ میں امداد کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

(دستخط) ایل آر ماگو

سیکرٹری وزیر اعلیٰ پنجاب

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے

ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے۔ پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو۔ جن کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں۔ جن کو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں۔ مگر پہلے دل کی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور روح القدس اب اتر نہیں سکتا۔ پہلے ہی زمانوں میں اتر چکا اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ ان میں داخل ہو۔ تم اس آفتاب سے خود اپنے تئیں دور ڈالتے ہو۔ جبکہ اس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔

اے نادان! اٹھ اور اس کھڑکی کو کھول دے۔ تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائے گا۔

(کشتی نوح)

اظہار تعزیت مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کلکتہ نے بذریعہ خط یہ دردناک اطلاع دی ہے کہ ان کی چھوٹی بہن جس کی شادی حال ہی میں ہوئی تھی اچانک وفات پا گئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ایک بچی بھی یادگار چھوڑ گئی ہے۔ اس صدمہ پر ادارہ بدر محترم مولانا موصوف اور مرحومہ کے دیگر متعلقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ (ادارہ)

کچھ اپنے متعلق

— از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی —

یہ عاجز تقریباً ڈیڑھ ماہ سے مسلسل جسمانی اور دماغی کمزوری میں مبتلا چلا آتا ہے۔ اور یہ کمزوری بڑھتی جاتی ہے اور سوچنے اور کام کرنے اور مضمون لکھنے کی طاقت بہت کم ہوگئی ہے اور ایک عجیب قسم کی بے چینی اور گھبراہٹ بھی لاحق رہتی ہے چنانچہ کل بروز اتوار عزیز مظفر احمد سلمہ کی تحریک پر ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب ماہر امراض قلب مجھے دیکھنے کے لئے لاہور سے تشریف لائے اور انہوں نے کافی دیر تک میرے دل اور جگر اور سینہ وغیرہ کا معائنہ کیا اور میری سابقہ بیماریوں کے حالات بھی پوچھے اور بجلی کے آلہ کے ذریعہ جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے میرے دل کا فوٹو (یعنی ای سی جی) بھی لیا۔ جو بعد معائنہ کے بعد ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ میرے دل میں کافی کمزوری پیدا ہو چکی ہے یعنی دل ڈاکٹری اصطلاح میں ڈیمیج ہو چکا ہے اور بعض بیماریوں کی وجہ سے جو مجھے پہلے سے لاحق ہیں (کیونکہ ایک دفعہ ۱۹۵۵ء میں تو مجھے دل کی بیماری کا بھی حملہ ہوا تھا) یہ حالت خطرہ کا موجب ہو سکتی ہے۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے چند ضروری ادویہ تجویز کرنے کے علاوہ تاکید کی ہے کہ میں فی الحال کم از کم تین ہفتہ گھر میں ٹھہر کر مکمل آرام کروں اور ہر قسم کی کوفت والے کام سے خواہ وہ دماغی ہو یا جسمانی کلی طور پر اجتناب کروں۔

پس میں جماعت کے مخلص دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ از راہ کرم ان ایام میں مجھے معذور خیال فرمائیں اور میری صحت کے لئے دعا بھی کرتے رہیں۔ میں اب قمری لحاظ سے بہتر سال کا ہو گیا ہوں۔ اور یہ عمر بہر حال کمزوری کی عمر ہے۔ اس لئے موجودہ بیماری کی وجہ سے میرے اعصاب اور دل و دماغ پر کافی اثر ہے اس لئے دوستوں سے کچھ عرصہ کیلئے معذرت خواہ ہوں۔ والامر بید اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

خاکسار مرزا بشیر احمد

ربوہ ۱۹ر نومبر ۱۹۶۲ء

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۹ نومبر ۶۳ء

قادیان میں جلسہ سالانہ

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے قادیان کے جلسہ سالانہ کی تاریخوں کا متواتر اعلان ہوتا رہا ہے چنانچہ اسی پرچہ میں دوسری جگہ جلسہ کا تقریری پروگرام بھی اشاعت پذیر ہو رہا ہے اس جلسہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص اہمیت دی ہے اور اس میں شمولیت کی تاکید فرمائی ہے۔ قریباً ستر سال سے لگاتار اس کا انعقاد عمل میں آ رہا ہے۔ احباب جماعت ذاتی طور پر اس مبارک جلسہ میں شمولیت کے نتیجہ میں بے شمار روحانی فوائد کا تجربہ کر چکے ہیں۔ مرکز احمدیت سے ساتھ ہر احمدی کو ایک قلبی تعلق ہے۔ کم سے کم سال میں ایک بار مرکز کی زیارت کے لئے آنا ایمان میں تازگی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ جلسہ کے تقریری پروگرام پر نظر کریں اور جلسہ کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسب ذیل الفاظ کو غور و ملاحظہ فرمائیں۔ حضور فرماتے ہیں:-

"جی او سع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہیئے۔ اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔"

نیز فرمایا:-

"ایک عارضی فائدہ ان جلسوں کا یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر اپنے پہلے بھائیوں کا منہ دیکھ لیں گے۔ اور روشناس ہو کر آپس میں تودد و تعارف ترقی پذیر ہوگا۔"

علاوہ ازیں اس جلسہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

"مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

تقسیم ملک سے قبل قادیان کے اس سالانہ جلسہ پر اکناف عالم کے احمدی اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ مگر ملکی تقسیم کے بعد بیرونجات کے احباب کیلئے بہت سی معذوریاں ہیں۔ لیکن ہندوستانی احباب کو یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ آسانی کے ساتھ قادیان میں آ جا سکتے ہیں۔ ایسے حالات میں ان دوستوں پر زیادہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس تاریخی جلسہ کو زیادہ سے زیادہ بارونق بنائیں۔ اور ذاتی طور پر اس کے فیوض سے مستفید ہوں۔

جس صورت میں کہ احمدیہ جماعت کی بنیاد ہی روحانیت پر ہے اس لئے بعض ایسے عذرات جو دور دراز کا سفر کرنے کی صورت میں ایک انسان کے سامنے آتے ہیں، روحانیت کو ترجیح دینے کی صورت میں وہ خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا یہ کوئی زبانی دعوے نہیں بلکہ سینکڑوں احباب جماعت سالہا سال سے اس کا عملی تجربہ کر چکے ہیں۔ اور اس کی برکات سے متمتع ہو چکے ہیں۔

برحق امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو خصوصی نشان دئے گئے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ نے بپایۂ قبولیت جگہ دی ہے اور اسی بات کو حضور نے اپنی کتاب "ضرورۃ الامام" میں اپنے لئے بطور نشان امتیازی بیان فرمایا ہے۔ اب اس نکتہ پر نگاہ کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کی ان دردبھری دعاؤں پر غور فرمائیں جو حضور نے اس جلسہ کے سلسلہ میں بارگاہ رب العزت میں فرمائیں۔ اس لئے جو شخص ان خدائی وعدوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے محض للہ یہ سفر اختیار کرے ضرور ہے کہ جب حدیث نبوی انا عند ظن عبدی بی (میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہوں جیسا وہ میرے متعلق اعتقاد رکھتا ہے) خدا تعالیٰ کے فضل بھی اس کے شامل حال ہوں۔ حضور علیہ السلام نے جلسہ میں شمولیت اختیار کرنے والے کے حق میں ان الفاظ میں دعا فرمائی:-

"میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے۔ اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے۔ اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے۔ اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر

(باقی صفحہ ۹ پر)

سرو (اڑیسہ) میں مباہلہ

اور

صداقت احمدیت پر روشن نشان ظاہر ہونے کیلئے استدعا

اخبار بدر میں قبل ازیں مفصل طور پر شائع ہو چکا ہے کہ اڑیسہ کے قصبہ سرو ضلع بالاسور کے بعض غیر احمدی مسلمانوں کی طرف سے احمدیوں کو بار بار مباہلہ کا چیلنج دینے اور اس پر اصرار کرنے پر وہاں کے اٹھارہ احباب جماعت کا ۲۲ غیر احمدیوں کے ساتھ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک سال کی میعاد پر مباہلہ ہوا تھا۔ اور یہ میعاد ۲۴ مارچ ۱۹۶۳ء کو ختم ہو گی۔ اس لحاظ سے مقررہ میعاد سے کم و بیش آٹھ ماہ گذر چکے ہیں اور قریباً چار ماہ باقی ہیں۔ اس لئے تمام مخلصین جماعت صحابہ کرام اور درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور پوری توجہ، عاجزی اور زاری کے ساتھ دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق اس مباہلہ کے نتیجہ میں ایسے روشن نشان ظاہر فرمائے جو جماعت کی ترقی اور دوسروں کے لئے ہدایت اور ناخدا ترس معاندین کے لئے تازیانۂ عبرت کا باعث ہوں اور برادران اسلام اللہ تعالیٰ کے فرستادہ پر ایمان لا کر اسلام کی ترقی و سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ اور دینی و دنیاوی لحاظ سے اللہ تعالیٰ انہیں احمدیت کی قیادت میں پھر سے عروج عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

درخواست دعا:- میرے دو لڑکے امسال میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں ان کی نمایاں کامیابی کے لئے، میرے بڑے لڑکے کی صحت کے لئے اور میری تنخواہ کے اضافہ کے لئے دعا فرمادیں۔ خاکسار سیف الدین البیر[illegible]

ضرورتِ امام

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ ربوہ دار الہجرت

جن کی باتیں غیر سے ہوں، حق سے باتیں کیا کریں
ہو چاند زیر ابر تو تاریک راتیں کیا کریں

آمد و رفت و پیام یار ندرت سے نہیں
بند ہو بجلی کی رَو تو صرف دعائیں کیا کریں

فاضل اخلاق پر ہے آدمیت کا مدار:
آدمی میں یہ نہ ہو تو اعلیٰ ذاتیں کیا کریں

نو عروس کامرانی سے ہوں کیونکر ہمکنار
جب کہ دولہا ہی نہ ہو تو یہ براتیں کیا کریں

کس طرح اکمل وہ پائیں مرغ و ماہی یا غزال
جب شکاری ہی نہ ہو تو محض گھاتیں کیا کریں

اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں پر بھی نہایت اہم دینی ذمہ داریاں عاید کی ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ سے خطاب

فرمودہ ۱۳ر جولائی ۱۹۵۰ء بمقام کوئٹہ

۱۹۵۰ء کے موسم گرما میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کوئٹہ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں کی لجنہ اماء اللہ نے حضور کے اعزاز میں ایک دعوت چائے کا اہتمام کیا جس میں معزز غیر احمدی مستورات بھی مدعو کی گئیں۔ اس موقعہ پر حضور نے جو تقریر فرمائی وہ دو اقساط میں حال ہی میں الفضل میں شائع ہوئی ہے۔ پہلی قسط بدر مورخہ ۲۲ر نومبر میں شائع ہو چکی ہے۔ دوسری قسط افادۂ احباب کے لئے ذیل میں نقل کی جا رہی ہے۔ (ادارہ)

احادیث میں آتا ہے

کہ ایک عورت کا بچہ مر گیا تھا۔ وہ قبر پر کھڑی رو رہی تھی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گذرے اور آپ نے اسے صبر کی تلقین کی۔ وہ عورت کہنے لگی کہ دوسروں کو نصیحت کرنا آسان ہے جس کا اپنا بچہ مر گیا ہو اس تکلیف کا احساس اسی کو ہو سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا میرے تو سات بچے فوت ہو چکے ہیں۔ اور یہ کہہ کر آپ چلے گئے۔ کسی شخص نے اس عورت سے کہا اے عورت تو کیا تم نے پہچانا نہیں یہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ عورت دوڑتی ہوئی آپؐ کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ میں صبر کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اب صبر کرنے کا کیا فائدہ؟ الصبر عند الصدمۃ الاولیٰ صبر تو شروع میں ہی ہوتا ہے۔

یہ مثال میں نے اس لئے دی ہے

کہ انسان جوش میں آیا ہوا ہو تو اس کے لئے رکنا بہت مشکل ہوتا ہے جیسے وہ عورت جوش کی حالت میں تھی۔ مگر اس حالت میں اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہ پہچانا۔ حالانکہ وہ آپ پر ایمان لانے والوں میں سے تھی۔ پس ان عورتوں کا اپنے مُردوں پر روتے ہوئے فوراً رُک جانا بہت بڑے تصرف اور طاقت کی علامت ہے

غرض آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک ہر زمانہ میں مذہب عورتوں کا ذکر کرتا آیا ہے۔ چنانچہ مکہ کی تعمیر کے وقت اسلام حضرت ہاجرہؑ کا بھی ذکر کرتا ہے حالانکہ نبی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت اسلام ان کی والدہ کا ذکر کرتا ہے حالانکہ نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت قرآن ان کی والدہ کا ذکر کرتا ہے حالانکہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی تاریخ کو کیوں محفوظ رکھا گیا اس سے صرف یہی بتانا مقصود تھا کہ یہ عمارت تمہاری اپنی بنائی ہوئی ہے اس لئے

تمہارا بھی اس میں حصہ ہے

انسان جو کام کرتا ہے اس سے اسے پیار ہوتا ہے۔ اپنے بنائے ہوئے گھر کو کوئی شخص برباد نہیں کرتا۔ بچے ریت کے گھروندے بناتے ہیں، مگر جب کوئی دوسرا بچہ انہیں گرا دیتا ہے تو وہ اس سے لڑ پڑتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے عورتوں پر یہ واضح کر دیا ہے کہ دین میں ان پر ویسی ہی قربانیاں عاید ہوتی ہیں جیسی مردوں پر۔ یہ نہ کہنا کہ تم اسے چھوڑ دو اور سمجھ لو کہ یہ صرف مردوں کی چیز ہے۔ ایسا کرو گی تو دین کمزور ہو جائیگا۔

اس زمانہ میں

جو نازک دور مسلمانوں پر آیا ہے

وہ ایسا ہے کہ آج سے چار پانچ سو سال پہلے کوئی اس کا خیال بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اگر آج سے چار پانچ سو سال کے قبل کے مسلمانوں کو اس زمانہ کی حالت نقشہ پر دکھا دی جاتی تو اس پر کوئی اعتبار نہ کرتا۔ لیکن آج بھی اگر نقشے پر رنگ دیدئے جائیں اور بتایا جائے کہ پرانے زمانہ میں مسلمانوں کی حکومت فلاں فلاں جگہ تک پھیلی ہوئی تھی اور اب اس کی حکومت فلاں جگہ تک ہے۔ یا پرانے زمانہ میں مسلمانوں کی عظمت اتنی تھی اور اب اتنی رہ گئی ہے تو ہر عقلمند عورت اور ہر عقلمند مرد کو غش آجائے۔ ہم معمولی غموں کے قصے سنتے ہیں تو رونا آجاتا ہے مگر اسلام کا دکھ تو اتنا بڑا ہے کہ ہر مسلمان جس کو اسلام سے ذرا بھی تعلق ہے اس پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ یہی یورپ جو آج ساری دنیا پر حکومت کر رہا ہے اس کا اکثر حصہ مسلمانوں کے ماتحت تھا۔ پولینڈ پر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ آسٹریا پر مسلمان قابض تھے ہنگری ان کے قبضہ میں تھا۔ فرانس کے ساحلوں تک وہ پھیلے ہوئے تھے۔ جنوبی اٹلی پر ان کی حکومت تھی فن لینڈ اور سپین پر ان کی حکومت تھی۔ ادھر ایشیا میں سوائے جاپان کے باقی سب ملکوں اور جزائر پر مسلمانوں کا قبضہ تھا

افریقہ کے کثیر حصوں پر

ان کی حکومت تھی۔ امریکہ اس وقت معلوم نہ تھا۔ لیکن معلومہ دنیا میں سوائے چند حبشی قبائل کے کوئی ملک ایسا نہ تھا جس پر مسلمان قابض نہ تھے۔ اور پھر جہاں قبضہ نہ تھا، وہاں ان کی ایسی دہشت اور رعب چھایا ہوا تھا کہ وہاں کے رہنے والے محض مسلمانوں کے رحم پر تھے۔ اس زمانہ میں صرف ایک حکومت تھی جو مسلمانوں کے علاوہ تھی اور وہ حبشہ کی حکومت تھی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب کفار نے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان حبشہ کی طرف چلے جائیں۔ وہاں کا بادشاہ ان کو پناہ دے گا۔ اس پر بعض مسلمان

حبشہ کی طرف ہجرت

کر کے چلے گئے۔ اور باوجود اس کے کہ کفارِ مکہ نے بہت کوششیں کیں کہ مسلمان ان کے حوالے کر دئے جائیں حبشہ کا بادشاہ ایسا کرنے پر تیار نہ ہوا۔ اور مسلمان اس کی حکومت میں آرام کی زندگی بسر کرتے رہے۔ اس بادشاہ کو بعد میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک تبلیغی خط لکھا اور وہ مسلمان بھی ہو گیا اور وہ خط اس نے بطور تبرک چاندی کے بنے ہوئے ایک کیسکٹ (Caskat) میں رکھا اور اپنے وزراء کو دیا اور ہدایت کی کہ ہمیشہ کے لئے یہ خط محفوظ رکھا جائے کیونکہ ہمارے ملک کے لئے یہ تعویذ کا کام دیگا۔ حبشہ کے بادشاہ کا مسلمانوں پر یہ احسان تھا کہ اس نے چالیس پینتالیس مسلمانوں کو پناہ دی۔ بعد میں اس وقت کا بادشاہ نجاشی مسلمان بھی ہو گیا۔ مگر اس کا وارث عیسائی تھا۔ حبشہ کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے مسلمانوں کی حکومت تھی۔ اس کے اردگرد مسلمانوں کی بڑی بڑی شہنشاہیاں تھیں مثلاً

مصر کی فاطمی حکومت

اس کے ساحلوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے لشکر ٹڈی دل کی طرح اس کے ساحلوں سے گذر جاتے تھے مگر وہ حبشہ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ آجکل چالیس پینتالیس آدمیوں کو پناہ دینا ایسا کارنامہ نہیں کہ کوئی حکومت پناہ دینے والی حکومت کی عزت کرے۔ لیکن مسلمانوں نے ۱۳۰۰ سال تک حبشہ کے احسان کو یاد رکھا۔ مگر عیسائیوں کی حالت یہ ہے کہ جب مسلمان کمزور ہوئے تو انہوں نے سو سال تک بھی برداشت نہ کیا اور جنوبی اٹلی پر قبضہ کر لیا۔ غرض یہ ایک ہی حکومت تھی جو مسلمانوں کے زمانہ اقتدار میں قائم رہی۔ اور اس کی وجہ یہی تھی کہ مسلمان یہ بتانا چاہتے تھے کہ جس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت بھی کی ہے ہم اس کی حفاظت کریں گے

پس مسلمانوں کی یہ عظمت اگر مٹ جائے تو یہ ایسی چیز نہیں کہ کوئی شریف النفس اور حساس دل، خواہ وہ عورت ہو یا مرد اس کے صدمہ سے اپنے نفس پر قابو رکھ سکے لیکن کسی مصیبت کے آنے کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ اس مصیبت کو جاری رکھا جائے۔ جب بھی خدا تعالیٰ توفیق دے اسے ختم کر دینا چاہیئے۔ مسلمانوں پر یہ تباہی محض اس لئے آئی کہ انہوں نے دین کو چھوڑ دیا۔ اور دنیا کو اپنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کمانے سے منع نہیں فرمایا مگر اس نے یہ کہا ہے کہ

پہلے دین کا کام کرو

اور پھر دنیا کماؤ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ بھی دنیوی کام کرتے تھے۔ وہ زمینداریاں بھی کرتے تھے، تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ ان کو دین کے تابع رکھتے تھے۔ اور جب بھی خدا تعالیٰ کی آواز آتی تھی وہ انہیں چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔ حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ سے ایک دفعہ سوال کیا کہ کیا آپ کو مجھ سے محبت ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسنؓ نے کہا تب تو آپ ایک رنگ میں شرک کے مرتکب ہوئے۔ شرک اسی کو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کی محبت میں کسی اور کو شریک بنایا جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا حسنؓ! میں شرک کا مرتکب نہیں ہوں۔ میں بیشک تجھ سے محبت کرتا ہوں لیکن جب تیری محبت خدا تعالیٰ کی محبت سے ٹکرا جائے تو میں فوراً اسے چھوڑ دوں گا۔

توحید کے معنی یہ ہیں

کہ انسان ایسے کاموں میں نہ پڑے جو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں آجائیں۔ وہ بیشک دنیا کمائے، زمینداریاں کرے، تجارتیں کرے۔ مگر جب یہ آواز آئے کہ خدا تعالیٰ اسے بلاتا ہے تو فوراً وہ کام چھوڑ دے۔ اور خدا تعالیٰ کی آواز کی طرف دوڑ جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب بعض مسلمانوں نے اس میں کوتاہی دکھائی تو قرآن کریم میں ان کے خلاف احکام نازل ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ مومن ہیں اور پھر ان سے کوتاہی سرزد ہوتی ہے وہ قابلِ سزا ہیں۔ اور جو منافق ہیں

انہوں نے اپنے نفاق کا ثبوت دے دیا ہے یہاں پھر میں

ایک ایسی عورت کا واقعہ

بیان کرتا ہوں جس نے خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں نہ صرف اپنے خاوند کی محبت کو ٹھکرایا بلکہ اسے ملامت بھی کی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متعدد جنگیں ہوئیں۔ مگر ان سب میں سے زیادہ خطرناک موقعہ وہ تھا جب یہ خبر آئی کہ

روما کی فوجیں

عرب پر حملہ کرنے کے لئے آرہی ہیں۔ عرب کے مقابلہ میں روما کی طاقت اس وقت ایسی ہی طاقت تھی جیسے آجکل انگریز حکومت کسی دس بارہ لاکھ کی آبادی کے ملک پر حملہ کر دے۔ اس وقت روما کی حکومت میں لبنان کا ملک شامل تھا۔ آرمینیا تھا۔ سارا ٹرکی تھا۔ روس کے کچھ حصے تھے۔ آسٹریا تھا۔ ہنگری تھا۔ لیبیا تھا۔ افریقہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ جو حصے تھے وہ بھی روما کی حکومت کے ماتحت تھے۔ ان سب ملکوں کی کل آبادی دو کروڑ تھی لیکن اس کے مقابلہ میں عرب کی کل آبادی دو اڑھائی لاکھ تھی۔ پھر روما والے روپے والے تھے۔ غرض مسلمانوں پر

سب سے زیادہ نازک موقعہ

اسی وقت آیا جب انہوں نے یہ خبر سنی کہ روما کی حکومت عرب پر حملہ آور ہو رہی ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا کہ بجائے اس کے کہ روما کی فوجیں ہم پر حملہ آور ہوں مناسب ہوگا کہ ان کے مقابلہ کے لئے ہم خود باہر جائیں۔ چنانچہ آپ دس بارہ ہزار افراد پر مشتمل ایک فوج ساتھ لے کر روما کے لشکر کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اس موقعہ پر آپ نے یہ حکم دے دیا کہ سب مخلص مومن اس جنگ کے لئے چل پڑیں۔ اس سے قبل آپ نے خود ایک صحابی رضؓ کو کسی کام کے لئے باہر بھیجا تھا۔ جب آپ

مقابلہ کیلئے مدینہ سے روانہ ہو گئے

تو وہ صحابی واپس آئے۔ وہ مدت کے بعد واپس آئے تھے۔ جب مدینہ پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی دور سے آتا ہے اور دیر کے بعد گھر آتا ہے تو قدرتی طور پر وہ اپنی بیوی سے پیار کرتا ہے۔ وہ صحابی بھی گھر آئے اور چاہا کہ بیوی سے پیار کریں مگر اس نے پرے ہٹا کر کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو جنگ کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں اور تجھے بیوی سے پیار سُوجھ رہا ہے۔

اس کا

اس صحابی پر اتنا اثر ہوا

کہ وہ اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ کے لئے باہر چلے گئے۔ اب یہ خدا کی محبت اور اس کے خاوند کی محبت کا مقابلہ تھا۔ یہ نہیں کہ اس صحابیہ کو اپنے خاوند سے محبت نہیں تھی بلکہ جب یہ سوال آگیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تکلیف میں ہیں اور ان کا خاوند آرام میں ہے تو وہ برداشت نہ کر سکیں

غرض جب خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کا کسی اور سے مقابلہ آجاتا ہے تب دین اس میں روک بنتا ہے۔ اسلام دنیا کمانے تجارتیں اور زمینداریاں کرنے میں روک نہیں بنتا۔ ہاں یہ کہتا ہے کہ جب یہ زمینداریاں اور تجارتیں وغیرہ خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں آجائیں تو

ہر سچے اور مخلص مومن کا فرض

ہے کہ انہیں چھوڑ کر خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اس کو تقوےٰ کہتے ہیں۔ ورنہ یہ کہنا کہ خدا تعالےٰ دنیا کمانے سے روکتا ہے درست نہیں۔ صحابہؓ تجارتیں کرتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خود زمینداری کرتے تھے۔ چنانچہ جب خیبر فتح ہوا تو آپؐ نے اس کا ایک حصہ اپنے خاندان کیلئے وقف کر دیا تھا۔ بہرحال دنیا کمانا منع نہیں۔ ہاں جب خدا تعالیٰ کی آواز آجائے تو دوسرے تمام کاموں کو چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ یہی

اسلام کی تعلیم

ہے۔ خدا تعالیٰ کی آواز تو بہت بڑی چیز ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ماں اپنے کام میں مشغول ہوتی ہے۔ لیکن جب اسے بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو وہ سب کام چھوڑ کر اس کی طرف دوڑ پڑتی ہے۔ مثلاً ایک عورت دودھ دوہ رہی ہے اور دودھ کا خراب ہو جانا زمیندار کے لئے بہت بڑا نقصان ہے۔ ادھر اسے بچے کے رونے کی آواز آجاتی ہے تو وہ عورت دودھ پھینک کر بچے کی طرف چلی جائے گی۔ اسی طرح جب اللہ تعالےٰ کی آواز آئے تو ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ اب کوئی اور کام کرنا ہمارے لئے جائز نہیں

اسلام کے تنزل کے زمانہ میں

بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں ان میں کمزوریاں تھیں وہاں ان کے اندر بعض اچھی خوبیاں بھی پائی جاتی تھیں۔ خلفاء عباسیہ کی حکومت جب کمزور ہوئی تو اس وقت خلیفہ کی حالت ایسی ہی تھی جیسے ہندوستان پر جب انگریزوں نے قبضہ کر لیا تو مغل بادشاہ بہادر شاہ کی حالت تھی۔ ملک کا تمام علاقہ چھن گیا تھا۔ ایک دفعہ خلیفہ جب شطرنج کے

مہروں کی طرح رہ گیا۔ مکہ میں سے ایک قافلہ گذر رہا تھا کہ ایک عورت کو کسی عیسائی نے چھیڑا اور اسے قید کر لیا وہ ایک دیہاتی عورت تھی اسے یہ علم نہیں تھا کہ آج کل مسلمانوں پر

ضعف کا زمانہ

آیا ہوا ہے۔ وہ مسلمانوں کی پہلی شان ہی سمجھتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں عورتوں میں تعلیم کم ہو گئی تھی۔ اس نے جوش میں آکر کہا یا للخلیفۃ۔ اے خلیفہ میں تمہیں اپنی مدد کے لئے پکارتی ہوں حالانکہ اس وقت عیسائی بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی شکست دے چکے تھے۔ اور خلیفہ تو اس وقت دہلی کے آخری بادشاہ کی طرح تھا قافلہ کے لوگ اس عورت کی اس بات پر ہنس پڑے اور کہا یہ کتنی پاگل ہے۔ خلیفہ کو تو اس وقت کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ لیکن یہ اس کو مدد کے لئے پکار رہی ہے۔ وہ سارا راستہ اس لطیفہ پر ہنستے آئے۔ پرانے زمانہ میں ریل وغیرہ کی سہولتیں نہیں تھیں اس لئے خبریں دیر سے پہنچتی تھیں۔ جب کوئی تجارتی قافلہ شہر میں آتا تو لوگ اس کا استقبال کرتے اور اس سے تازہ خبریں پوچھتے۔ اسی طرح

جب یہ قافلہ بغداد میں پہنچا

تو لوگ جمع ہو گئے اور کہا کوئی تازہ لطیفہ سناؤ۔ قافلہ والوں نے بتایا کہ فلاں جگہ سے جب ہم گذر رہے تھے تو کسی عیسائی نے ایک مسلمان دیہاتی عورت کو چھیڑا۔ اور اس نے جوش میں آکر کہا یا للخلیفۃ۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ خلیفہ کی حالت تو اس وقت ایک وظیفہ خوار کی سی ہے اور وہ اسے اپنی مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ پھیلتے پھیلتے یہ خبر خلیفہ کے دربار میں بھی پہنچی۔ باوجود اس کے کہ خلیفہ کی حیثیت اس وقت محض ایک وظیفہ خوار کی سی تھی۔ لیکن دہلی کے بادشاہوں کی طرح وہ اس زمانہ میں بھی اپنا دربار لگایا کرتا تھا۔ دربار میں کسی شخص نے دوسرے کے کان میں کہا کہ یہ لطیفہ ہوا ہے اس درباری نے تو یہ بات لطیفہ کے رنگ میں بیان کی تھی لیکن خلیفہ کے ذہن میں اب بھی یہ بات تھی کہ وہ بادشاہ ہے۔ یہ بات سن کر

اس کے دل پر ایک چوٹ سی لگی

اور وہ تخت سے اتر آیا اور ننگے پاؤں باہر نکل گیا اور کہنے لگا میرے ساتھ کوئی جائے یا نہ جائے میں ضرور جاؤں گا۔ اور یا تو اس عورت کو چھڑوا لاؤں گا یا وہیں مارا جاؤں گا یہ ایک ایسی چیز تھی کہ جب ایک بناوٹی اور موم کی مانند خلیفہ کے منہ سے بھی یہ بات نکلی کہ خواہ کوئی میرے ساتھ جائے یا نہ جائے میں جاؤں گا اور اس عورت کو چھڑا لاؤں گا یا خود مارا جاؤں گا۔ تو بہت سے اور مومنوں نے بھی

خیال کیا کہ ہم بھی اس مظلوم عورت کو بچانے کے لئے نکلیں۔ چنانچہ ہزاروں ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر تیار ہو گیا۔ پھر جب اردگرد کے علاقہ میں خبر پہنچی تو دوسرے نوابوں نے بھی خیال کیا کہ ہم کیوں پیچھے رہیں۔ وہ بھی اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر اس کے ساتھ مل گئے جب خلیفہ شام تک پہنچا تو ایک لشکر جرار اکٹھا ہو گیا۔ چنانچہ لڑائی ہوئی اور وہ عورت دشمن کے پنجہ سے چھڑا لی گئی۔

پس اگر

ایک مظلوم عورت کی آواز

نے جس میں رحم کی اپیل پائی جاتی تھی ایک مردہ خلیفہ کے اندر جس کی حکومت نہیں تھی۔ صرف گورنر کچھ روپے دے دیتے تھے۔ اور ان کے ساتھ وہ شطرنج اور شراب میں اپنا وقت صرف کر دیتا تھا، ایک بیداری پیدا کر دی۔ اور اس نے اس کی رحم کی اپیل سے متاثر ہو کر یہ ارادہ کر لیا کہ وہ جب تک اس مظلوم عورت کو دشمن سے نجات نہیں دلائے گا واپس نہیں آئے گا۔ تو خدا اور اس کے رسول کی آواز ہمارے اندر یہ جوش کیوں پیدا نہیں کرتی۔ اس وقت عملاً خدا اور اس کا رسول اپنی مدد کے لئے پکار رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ ہم ان کی آواز سنتے ہیں ہمیں کوئی غیرت نہیں آتی کہ ہم بیدار ہوں اور ایسے کام کریں جن سے خدا اور اس کے رسول کی حکومت دنیا میں قائم ہو۔ ایک بزرگ نے جو بھوپال کے رہنے والے تھے

ایک دفعہ خواب میں دیکھا

کہ ایک نحیف اور کمزور انسان زمین پر پڑا ہے۔ وہ کوڑھی ہے۔ آنکھیں اس کی نکلی ہوئی ہیں۔ ناک اور منہ پر زخم ہیں اور ان زخموں پر کثرت سے مکھیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا تو کون ہے جو اس حالت میں پڑا ہے۔ اس نے کہا میں خدا ہوں۔ میں نے کہا ہم تو قرآن کریم میں پڑھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اتنا حسین ہے کہ اس سے زیادہ حسین اور کوئی نہیں۔ اور تم کہتے ہو کہ میں خدا ہوں۔ اس نے کہا میں بھوپال کا خدا ہوں۔ بھوپال والوں کے نزدیک میری ایسی ہی حالت ہے۔ نہ وہ میرا احترام کرتے ہیں نہ ان میں میرا ادب ہے۔ مجھ سے انہیں کوئی محبت نہیں۔ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کا بھی انہیں لحاظ ہوگا مگر میرا انہیں کوئی لحاظ نہیں۔

پس خدا، خدا تو ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ انسان کے دل میں اس کی کیا قدر ہے۔ اسی طرح رسول ہیں۔ رسول، رسول تو ہے مگر

دیکھنا یہ ہے

کہ انسان کے دل میں اس کی کیا قدر ہے۔ آخر وہ کونسی بات ہم میں پائی جاتی ہے جو دوسروں کے لئے کشش کا موجب ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قربانیاں کیں وہ کہاں ہیں! رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو انکسار کا

نمونہ دکھا رہا وہ کہاں ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غریبوں پر مہربانی کا جو نمونہ تھی وہ کہاں ہے۔ اگر کسی میں یہ چیزیں پائی جاتی ہیں یا وہ اپنے اندر ایسی خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو ہم نہیں کہیں گے کہ کہ اس کا خدا اور اس کا رسول زندہ ہیں۔ لیکن اگر خدا تعالےٰ ان کی آواز کو نہیں سنتا اور وہ خدا تعالےٰ کی آواز کو نہیں سنتے تو وہ زندہ کیسے ہوئے۔ سو تم ایسی روح اپنے اندر پیدا کرو کہ جس سے معلوم ہو کہ تمہارا خدا اور تمہارا رسول زندہ ہیں۔

اسلامی اخلاق اور اسلامی علوم

سیکھو اور ان پر عمل کرو۔ اور اس کے لئے قرآن کریم کا پڑھنا ضروری ہے جس میں لکھا ہے کہ یوں عمل کرنا چاہیئے اور یوں نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر ہمیں اس کے معنے نہیں آتے یا معنے تو آتے ہیں مگر ہم اسے پڑھتے نہیں تو اس کا فائدہ کیا۔

مصر کے ایک عالم نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس نے قرآن کریم کے نزول کی اٹھارہ اغراض بیان کر کے اس پر تمسخر اڑایا ہے۔ ان میں سے

تین اغراض اس نے یہ بتائی ہیں

کہ قرآن کریم اس لئے نازل ہوا ہے کہ دوسرے سے چار آنے یا آٹھ آنے لے کر اس کے حق میں جھوٹی قسم کھائی جائے۔ دوسرے قرآن کریم اس لئے نازل ہوا ہے تا ریشم کا غلاف چڑھا کر اسے طاق میں رکھ دیا جائے۔ تیسرے قرآن کریم اس لئے نازل ہوا ہے کہ تا ہر چیز کو صفائی سے رکھا جائے مگر قرآن کریم پر سے گرد کو نہ ہٹایا جائے۔ اسی طرح اس نے اٹھارہ اغراض گنائی ہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ قرآن کریم کے نزول کی باقی سب اغراض ہیں صرف اس کو پڑھنا یا اس پر عمل کرنا اس کے نزول کی غرض نہیں۔ غرض کرو اگر قرآن کریم ہمیں نہیں آتا یا اس کو ہم پڑھتے ہی نہیں تو اس کا فائدہ ہی کیا

ہمارے استاد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل

فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں سے جب میں پوچھتا ہوں کہ کیا تم قرآن کریم پڑھتی ہو تو بہت سی عورتیں یہ جواب دیتی ہیں کہ ہم قرآن پڑھتی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب غلط عذر ہیں بلکہ یہ بات کہہ کر وہ اپنے گناہ کو بڑھاتی ہیں۔ پڑھی ہوئی عورت کے پاس اگر اس کے کسی عزیز کا خط آتا ہے تو وہ اسے ایک دفعہ پڑھ کر رکھ دیتی ہے۔ لیکن اگر کسی ان پڑھ عورت کے عزیز کا خط آ جائے تو وہ جب تک سات دفعہ کسی سے پڑھوا کر سن نہ لے اسے چین نہیں آتا۔ وہ ایک شخص سے خط پڑھواتی ہے تو سمجھتی ہے کہ شاید یہ کوئی بات چھوڑ گیا ہو۔ پھر وہ دوسرے کے پاس جاتی ہے تو اس کے متعلق بھی وہ یہی خیال کرتی ہے۔ پھر تیسرے کے پاس جاتی ہے۔ اسی طرح وہ کئی افراد سے خط پڑھوا کر سنتی ہے۔ پھر کہیں اسے صبر آتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ پڑھی ہوئی عورت تو اپنے کسی عزیز کے خط کو ایک ہی دفعہ پڑھ کر رکھ دیتی ہے لیکن ان پڑھ عورت سات سات آٹھ آٹھ دفعہ اسے پڑھوا کر سنتی ہے تو اسے قرآن کریم بھی زیادہ سننا چاہیئے اور بار بار سننا چاہیئے۔ تا پڑھنے والے کی غفلت سے کوئی بات چھوٹ گئی ہو تو وہ اور کسی سے پڑھوا کر سن لے

بہرحال

قرآن کریم کا پڑھنا مقدم ہے

پھر اس پر عمل اس طرح ہوگا کہ ہمیں دوسروں کو قرآن کریم سکھانا ہوگا۔ اور اس بارہ میں ہمیں کبھی بھی دوسرے سے دشمنی کا طریق اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ اس سے آگے کئی بحثیں ہیں کہ عورتوں کو تعلیم دی جانی چاہیئے یا نہیں۔ حکومت میں یہ کہاں تک حصہ لے سکتی ہیں۔ پردہ کرنا چاہیئے یا نہیں۔ مسلمانوں میں ایک فریق مذہبی ہے وہ کہتا ہے کہ پردہ اسلام سے ثابت ہے مگر بعض دوسرے لوگ پردہ کے مخالف ہیں وہ اسے پسند نہیں کرتے۔ ان حالات میں ہماری عورتوں کو چاہیئے کہ وہ دوسری عورتوں کو نرمی اور پیار اور محبت سے سمجھائیں۔ وہ انہیں علمی اور عملی لحاظ سے بیمار سمجھیں۔ اور ان کے علاج کی طرف متوجہ ہوں۔ جب کسی ماں کا بچہ بیمار ہوتا ہے تو وہ اس پر تھپیڑے نہیں لگاتی۔ بلکہ بیمار بچہ کو دیکھ کر اس کے اندر زیادہ رحم پیدا ہوتا ہے۔ تم تندرست بچے اور تندرست عورت کی طرف اتنا دھیان نہیں کرتیں جتنا دھیان تم ایک بیمار بچے یا ایک بیمار عورت کی طرف کرتی ہو۔ بس ہمیشہ دوسروں کے غلط خیالات کی

ہمدردی سے اصلاح کرنی چاہیئے

ساتھ ہی خدا تعالےٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ ان کی اصلاح کرے۔ اور اس غلط روش سے جس پر وہ جا رہی ہیں انہیں محفوظ رکھے۔ پھر اگر دوسری عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ پردہ اسلام سے ثابت نہیں تو انہیں بھی چاہیئے کہ وہ پردہ کی حامی عورتوں کو بجائے جاہل۔ بے دین اور بد تہذیب کہنے کے ہمدردی اور محبت سے اپنا نقطۂ نگاہ سمجھائیں۔ اگر اسلام میں پردہ کا حکم ہے جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں، تو دوسروں کو مغربیت زدہ کہنے کی بجائے ہمدردی سے سمجھاؤ۔ آگے ان کی مرضی ہے کہ وہ ہماری بات پر عمل کریں یا نہ کریں۔

ہم یورپ میں تبلیغ کرتے ہیں تو جو عورتیں احمدیت میں داخل ہوتی ہیں وہ پردہ نہیں کرتیں۔ لیکن ہم انہیں کھلے طور پر یہ بتا دیتے ہیں کہ اسلام عورت کو پردہ کا حکم دیتا ہے۔ ہماری بہن رتبہ مارگریٹ آجکل یہاں آئی ہوئی ہیں۔ ربوہ میں جب وہ آئیں تو جلسہ کے لئے میری بیویوں کے ساتھ باہر نکلیں۔ دوسری سب عورتوں کو پردہ کئے ہوئے دیکھ کر وہ بھی متاثر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ مجھے بھی کوئی کپڑا دے دو کہ میں پردہ کر لوں۔ غرض اسلام بیشک پردہ کا حکم دیتا ہے لیکن دوسری عورتوں کی اصلاح اسی طرح ہو سکتی ہے کہ نرمی اور پیار کے ساتھ انہیں اس طرف توجہ دلائی جائے اور برا بھلا نہ کہا جائے۔ میں نے ایک دفعہ لنڈن کے مبلغ سے کہا کہ وہ انگریز عورتیں جو اسلام میں داخل ہوں تم ان سے کہا کرو کہ بیشک ملکی حالات کی وجہ سے تم اس وقت پردہ نہیں کر سکتیں لیکن یہ خیال رکھو کہ

پردہ اسلامی حکم ہے

اور تم بھی پردہ کی ویسی ہی پابند ہو جیسی دوسری عورتیں۔ تاکہ انہیں اس بات کا احساس ہو جائے اور جب بھی انہیں توفیق ملے وہ اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ چنانچہ ان کی طرف سے اب تازہ رپورٹ یہ ملی ہے کہ امسال عید پر عورتوں نے الگ جگہ پر نماز پڑھی ہے۔ پہلے وہ علیحدہ نماز پڑھنا گوارا نہیں کرتی تھیں۔ لیکن اس دفعہ وہ اس حد تک تیار ہو گئی ہیں۔ انہوں نے الگ نماز پڑھنا برداشت کر لیا ہے۔ اب قرآن کریم کو سیکھو اور جس طرح تم نے قرآن کریم سیکھا ہے۔ اس پر اگر کسی کو اعتراض ہے تو پیار اور اخلاص کے ساتھ ان کے پاس جاؤ اور

ان کی اصلاح کی کوشش کرو

اور پھر ان کو موقعہ بھی دو کہ وہ اپنے خیالات کا تم پر اظہار کریں۔ تم ایک ملک کی رہنمائی ہو تم ایک نبی اور ایک قرآن کی طرف منسوب ہونے والی ہو۔ آخر جھگڑا کیسا۔ اگر کوئی تعلیم یافتہ ہے تو وہ غیر تعلیم یافتہ کو جا کر سمجھائے۔ اور اگر غیر تعلیم یافتہ حق پر ہے تو وہ تعلیم یافتہ طبقہ کو سمجھائیں۔ اگر تم

اس طرح عمل کرو

تو تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ اور ملکی اور غیر ملکی کے درمیان جو اس وقت دوری ہے وہ دور ہو جائے گی۔ اور پھر اکٹھے بیٹھنے سے ذہن میں فرق اگر ہو بھی پیدا ہوتا ہے اور دلوں میں صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

(الفضل $\frac{11}{63}$ ۲۱)

نیشنل ڈیفنس فنڈ میں

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی اعانت

اس سے قبل جماعت احمدیہ قادیان، اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے نیشنل ڈیفنس فنڈ میں جو مالی امداد دی گئی ہے۔ اس کو شائع کیا جا چکا ہے۔ اس تعلق میں جو سرکلر چٹھی ہندوستان کی احمدی جماعتوں کو بھجوائی گئی تھی۔ اس پر مندرجہ ذیل جماعتوں اور افراد کے متعلق نیشنل ڈیفنس فنڈ میں امداد کی اطلاع سردست ملی ہے۔

۱۔ مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ　-/۳۵۰۰ء

۲۔ جماعت احمدیہ مظفرپور بہار　-/۴۰ء

۳۔ جمشید پور کمپنی کے جملہ احمدی ملازمین　ایک یوم کی تنخواہ

۴۔ جماعت احمدیہ کنانور کے جملہ افراد نے بلا استثناء نیشنل ڈیفنس فنڈ میں شمولیت اختیار کی

۵۔ مکرم عبداللطیف صاحب کاپوری حال جالندھر　-/۱۹

۶۔ مکرم عبدالرب صاحب کوآپریٹو ایکسٹینشن آفیسر لسنہ بہار۔ ہر ماہ میں ایک دن کی تنخواہ۔ خون کا عطیہ۔ اور مستقل طور پر سفرخرچ کا ½ حصہ

۷۔ جماعت احمدیہ کالیکٹ　-/۲۵۱

۸۔ جماعت احمدیہ ینگاڈی۔ کیرالہ　[illegible]

۹۔ جماعت احمدیہ مونگھیر　-/۱۳

دوسری تمام جماعتوں اور احباب سے بھی درخواست ہے کہ انہوں نے اس فنڈ میں مقامی طور پر جو حصہ لیا ہو اس سے نظارت ہذا کو اطلاع دیں تاکہ ساتھ کے ساتھ ریکارڈ بھی ہوتا رہے اور دوسرے لوگوں کو تحریک بھی ہوتی رہے

ناظر امور عامہ قادیان

درخواست ہائے دعا

۱۔ حضرت حاجی محمد الدین صاحب صحابی درویش کو چند روز سے پنڈلی میں درد کی شکایت ہے صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں

۲۔ احمد حسین صاحب درویش کی اہلیہ راجگڑھ میں زچگی سے بیمار ہے۔ نومولود بچی فوت ہو چکی ہے۔ زچہ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔　خاکسار مرزا ظہیرالدین منور احمد درویش قادیان

۳۔ محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کلکتہ نے تحریر فرمایا کہ ان کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں دعا کی صحت عطا فرمائی جائے۔ ۴۔ میرے بھائی چوہدری سلطان محمود صاحب انور مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ سندھ سے تحریر کرتے ہیں کہ قادیان جلسہ پر آنے کے لئے اپنی اہلیہ کا پاسپورٹ بنوانے کی کوشش کر رہا ہوں تا کہ بن جائے کہ ہم دونو جلسہ پر آ کر قادیان کی برکات سے متمتع ہو سکیں۔ سو احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار [illegible] احمد [illegible] درویش

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب و مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز کی

جماعت احمدیہ یادگیر میں تشریف آوری

یادگیر۔ ۲۰ر نومبر۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان اور مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان حیدرآباد سے بذریعہ موٹر کار گیارہ بجے دن یہاں تشریف لائے۔ جماعت یادگیر کے کثیر التعداد احباب نے معزز و مکرم مہمانوں کا پر خلوص اور گرمجوشی سے خیر مقدم کیا اور مہمانِ خصوصی کی گل پوشی کی گئی۔

چونکہ یہ دورہ نہایت مختصر تھا اور وقت کی تنگی کے باعث اسی شام کو معزز مہمانوں کی واپسی کا پروگرام تھا اس لئے بعد نماز عصر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے احبابِ جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ ہر احمدی کو یہ بھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ بحیثیت احمدی اس پر کیا ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ آپ نے جماعت کی موجودہ تبلیغی ضروریات اور مرکز کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھانا چاہیئے۔

آخر پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ روحانی تعلق ہمیشہ جسمانی رشتہ داریوں سے زیادہ مستحکم اور زیادہ پائدار ہوتا ہے۔ اسی روحانی رشتہ کی وجہ سے میں آپ تمام بھائیوں سے مل کر خوشی محسوس کرتا ہوں۔ اور آپ سب کے لئے حسبِ توفیق دعا بھی کرتا رہتا ہوں

بعدہٗ آپ نے دعا فرمائی۔ اور چھ بجے شام احبابِ جماعت سے ملاقات کے بعد حیدرآباد واپس تشریف لے گئے۔ وداع کے وقت بھی جماعت کے کثیر التعداد دوست ملنے کے لئے آئے تھے۔

خاکسار رفعت اللہ غوری جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر

مسجد مبارک قادیان میں ایک نکاح کا اعلان

قادیان۔ ۲۴ر نومبر۔ آج بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ایک نکاح کا اعلان کیا۔ یہ نکاح مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری کی دختر نیک اختر عزیزہ عائشہ صدیقہ کا عزیز مکرم رفعت اللہ صاحب غوری ولد مکرم محمد اسمٰعیل صاحب غوری ساکنہ یادگیر کے ساتھ مبلغ گیارہ سو روپیہ مہر پر قرار پایا۔

محترم امیر صاحب مقامی نے آیاتِ مسنونہ کی تلاوت کے بعد خطبۂ نکاح میں تقوی اللہ کی تشریح فرمائی۔ اور نکاح کے نتیجہ میں مرد اور عورت پر جو ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں انہیں واضح کیا اور بتایا کہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تقوی اللہ کو حقیقی رنگ میں قائم کرنے کی بڑی ضرورت ہے

اسی طرح آپ نے اولاد کی اچھی تربیت کرنے کی بھی وضاحت فرمائی۔ اور اسلامی نقطۂ نظر سے نکاح کو میاں بیوی کے درمیان ایک مقدس عہد قرار دیتے ہوئے اس کے فوائد بیان فرمائے

آخر میں آپ نے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے جانبین کے لئے دعا کی خاص تحریک کی۔ آپ نے فرمایا کہاں حیدرآباد اور کہاں قادیان کی بستی۔ مگر ان دور دراز کے مقامات پر بسنے والے ان مخلصین کی دلی تمنا اور آرزو ہے کہ ان کے عزیزان کے نکاح کا اعلان ایسی مسجد میں ہو جس کے بارہ میں خدا تعالےٰ کے خاص الہام میں برکت کا وعدہ ہے۔ یعنی کل امرٍ مبارکٍ یجعل فیہا۔ پس دوست ان کے حق میں خصوصیت سے دعا کریں کہ خدا تعالےٰ اس رشتہ کو ہر طرح سے موجبِ فضل و برکت بنائے۔ اس کے بعد آپ نے درویشان کی بڑی تعداد سمیت لمبی اجتماعی دعا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ مکرم وکیل صاحب...

قطعہ

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

(ذیل کا قطعہ شروع ماہ نومبر میں موصول ہوا تھا افسوس کہ بروقت نہ چھپ سکا)

حضور نخلہ سے واپس بخیر آئے ہیں | اور اپنے ساتھ کھجوری خمیوں کی لائے ہیں
ملائکہ نے مبارکبادی گیت گائے ہیں | وہی تو نغمۂ اکمل میں سب بجائے ہیں

نقد و نظر

(ادارہ)

۱۔ مسئلہ ختم نبوت اور جماعت احمدیہ

سو صفحہ کا یہ مختصر مگر جامع رسالہ محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل جالندھری کا تحریر کردہ ہے جسے میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ نے شائع کیا ہے۔ محترم مولانا نے اس قابل قدر تصنیف میں امت محمدیہ میں دروازۂ نبوت کے کھلا ہونے پر بارہ محکم قرآنی دلائل پیش کئے ہیں۔ ہر دلیل کی بنیاد قرآنی آیات پر رکھی ہے تائید میں مستند کتب کے حوالوں اور جید علماء کے اقوال پیش کرنے سے دلائل میں بہت وزن پیدا ہو گیا ہے اسلوب بیان بڑا دلنشین مختصر اور جامع ہے۔ ابتدائی صفحہ پر حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ لا نبی بعدی کی لاجواب عالمانہ تشریح رسالہ کی افادیت کو چار چاند لگاتی ہے۔

۲۔ احمدی جنتری ۱۹۶۳ء

میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ نے حسب سابق اب کی بار بھی احمدی جنتری ۱۹۶۳ء شائع کی ہے۔ جس میں ۱۹۶۳ء کا کیلنڈر درج ہے۔ ہجری قمری و شمسی، عیسوی اور بکرمی مہینوں کی تاریخیں ایک ساتھ درج کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں مفید تبلیغی و علمی مضامین اور مختصر مگر مفید حوالجات جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت فی کاپی چار آنہ۔

۳۔ تحریری مناظرہ (عیسائیت کے بنیادی عقیدہ الوہیت مسیح پر)

پچھلے دنوں پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ کا بڑا چرچا تھا۔ معلوم نہیں کہ غیر احمدی علماء نے حکومت کو کوسنے کے سوا خود بھی عیسائیت کے مقابلہ کے لئے کچھ کیا یا صرف کفر سازی سے فرصت نہ مل پائی۔ لیکن احمدیہ جماعت جہاں پہلے بھی اسلام کی طرف سے ہمیشہ سینہ سپر رہی ہے اور مسیحیت کے نظریات و عقاید کے بطلان میں نمایاں پوزیشن رکھتی ہے۔ وہیں اس میدان میں اتری چنانچہ سال رواں میں محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے عیسائیت کے بنیادی عقیدہ "الوہیت مسیح" پر مسیحیوں کے نامور مناظر پادری عبد الحق صاحب کے ساتھ تحریری مناظرہ کیا جس کی تفصیلی روئداد کتابی صورت میں اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ جانبین کے تحریری پرچے ۲۳۲ صفحات کی کتاب میں محفوظ کر دئے گئے ہیں۔ کتاب کے مطالعہ پر جو بات نمایاں طور پر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ مسیحی مناظر نے ہر چند اپنی بات کو پیش کرنے کے لئے کچھ منطقی اصطلاحات کا بڑا سہارا لیا ہے اور اپنی طرف سے ایسی ہی موشگافیوں کی بھول بھلیوں میں ڈال کر اپنی علمیت اور لیاقت کا سکہ بٹھانے کی کوشش کی ہے مگر محکم اور واضح دلائل سے مناظر کی تہی دامنی واضح ہے۔ اور پھر جگہ جگہ جس انداز میں اپنے مدمقابل کو خطاب کیا ہے وہ بڑا ہی افسوسناک اور گھٹیا قسم کا ہے بایں ہمہ احمدی مناظر محترم مولانا نے شروع سے آخر تک پوری متانت، سنجیدگی اور خدا ترسی کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ اور یہ چیز کتاب کے قاری کی طبیعت پر نمایاں اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ حقیقت میں یہ مناظرہ بھی مسیحیت پر احمدیت کی ایک نمایاں فتح اور علمی غلبہ کا واضح نشان ہے۔ جس کا ثبوت جانبین کی تحریروں کا موازنہ کرنے سے عیاں ہے۔

الغرض ۲۳۲ صفحات کی یہ کتاب اپنے اندر بیسیوں مفید حوالوں کا بیش قیمت ذخیرہ رکھتی ہے۔ مسیحیوں کے ساتھ تبلیغی گفتگو کے لئے جمع شدہ حوالجات بڑے ہی کار آمد ہیں۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ فی نسخہ ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ الفرقان ربوہ۔ پاکستان

۴۔ الفرقان ربوہ کا عیسائیت نمبر

محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کی ادارت میں ربوہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ الفرقان کا اکتوبر و نومبر ۱۹۶۲ء کا مشترکہ پرچہ "عیسائیت نمبر" اس وقت ہمارے سامنے ہے کم و بیش سو صفحہ کا یہ مجموعہ عیسائیت کی تردید اور مسیحی نظریات و معتقدات کی حقیقت کو دلائل کی کسوٹی پر پرکھنے کے لئے متعدد بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں خود مدیر شہیر کا اپنا مبسوط مقالہ بعنوان "اسلام اور مسیحیت کا موازنہ" ہے جس میں بڑی عمدگی سے اسلام اور عیسائیت کے معتقدات کی تقابلی صورت کو پیش کیا گیا ہے۔ زیر نظر رسالہ میں جماعت کے بزرگ علماء کے بلند پایہ مضامین کے ساتھ ساتھ ہونہار نوجوان فضلاء کے مفید مضامین بھی شامل ہیں جنہوں نے مختلف جہات سے مسیحیت پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

مسیحیت کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر موجودہ یلغار کے وقت محترم مولانا نے یہ خاص نمبر شائع کر کے جہاں عامۃ المسلمین کو دلائل کے اسلحہ سے مسلح کر دیا ہے وہاں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے عطا کردہ "خالد" خطاب کو عملی طور پر ایک بار پھر ثابت کر دکھایا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

رسالہ الفرقان کے اس خاص نمبر کی قیمت سوا روپیہ فی نسخہ درج ہے۔ جو مکتبہ الفرقان ربوہ سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے!

"واضح ہو کہ خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔" الوصیۃ

مرسلہ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

صوبہ یوپی کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

صوبہ کشمیر و جموں کے تبلیغی و تربیتی دورے سے فارغ ہو کر میں ۲۳ر اکتوبر کو سر شام دہلی پہنچا اور وہاں سے ۲۴ر اکتوبر کو یوپی کے چند اضلاع کے دورے پر روانہ ہو گیا۔

ساندھن یوپی کے متعدد اضلاع کا جو لائی میں دورہ کر چکا تھا اب کے مجھے آگرہ اور کانپور کی جماعتوں کے دورے پر آنا تھا۔ میں ۲۵ر کو آگرہ کی ایک قدیم جماعت میں جہاں تحریک شدھی کے زمانہ میں حق و باطل کا ایک زبردست مورچہ لگایا گیا تھا آیا۔ یعنی ساندھن۔ احباب جماعت حسب سابق بڑے اخلاص و محبت سے ملے۔ ابھی ساندھن میں صرف ایک دن کا قیام تھا۔ لیکن انہوں نے اس تھوڑے سے وقت سے بھی زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔

۲۵ر اکتوبر کو ہی بعد نماز مغرب و عشاء دار التبلیغ میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں احمدیوں کے علاوہ ساندھن کے غیر مسلم حضرات کثرت سے شریک ہوئے۔ میں نے اس میں حالات حاضرہ پر ایک مبسوط تقریر کی۔ دوسرے دن خطبہ جمعہ میں بھی اسی موضوع پر مزید روشنی ڈالی۔

آج کی رات جماعت احمدیہ ساندھن کی طرف سے ایک جلسہ عام کے انعقاد کا اعلان کیا گیا تھا۔ قرب و جوار کے دوسرے گاؤں میں بھی ڈگڈگی پٹوا دی گئی۔ وقت مقررہ پر جب میں جلسہ گاہ پہنچا تو حاضرین کی تعداد توقع سے بہت زیادہ تھی۔ دیہات میں اتنا بڑا اجتماع دیکھ کر میں نے دل ہی دل میں سجدۂ شکر ادا کیا۔ حاضرین میں ۷۵ فیصد غیر مسلم دوست تھے۔ جن پر میرے دسمبر ۱۹۶۱ء والے دورے کا خوشگوار اثر تھا۔ آج پھر یہ لوگ خدا اور محبت کی باتیں سننے اکٹھے ہوئے تھے۔

میں نے تقریر کی ابتداء "احمدیت اور ہمارے فرائض" کے عنوان سے کی۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد تقریر ختم کی۔ اور ختم بھی اسی موضوع پر ہوئی۔ دورانِ تقریر میں خدمتِ وطن کی اہمیت اور تاریخ اسلام کے کئی واقعات بھی بیان کئے۔ میری تقریر کے بعد ایک معزز ہندو دوست نے اسٹیج پر آکر میری تقریر کے متعلق نیک تاثرات کا اظہار کیا۔

غیر احمدی مولوی کا سوالنامہ! یہ مجلس اسی خوشگوار ماحول میں ختم ہونے والی تھی کہ یکا یک ایک غیر احمدی امام مسجد نے میرے سامنے ایک سوالنامہ پیش کر دیا بیسیوں سوالات تھے جن میں سے مجھے چند اب بھی یاد ہیں۔

۱۔ جنات کا نسب نامہ کیا ہے ؟

۲۔ بابا آدم کہاں سے آکئے گئے تھے ؟

۳۔ یاجوج ماجوج کی تعریف کیجئے

اسی قسم کے بیسیوں سوالات تھے جن کا میری تقریر سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اور میں نے اپنی تقریر کے ذریعہ محبت و یکجہتی کی جیسی فضا پیدا کی تھی وہ ان سوالوں کے جواب کی متحمل نہیں تھی۔ اس لئے جب ہمارے غیر مسلم بھائیوں نے سنا کہ ابھی کوئی سوالنامہ پیش کیا گیا ہے تو ان کے سرکردہ اشخاص نے فوراً کہا کہ اس کا کوئی جواب نہ دیا جائے۔ اور اس وقت جس اتحاد کی ضرورت ہے اس میں رخنہ نہ ڈالا جائے۔ مگر مکرم برکت اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ ساندھن نے کہا کہ اگر اس وقت ان کے سوالوں کا کچھ جواب نہیں دیا گیا تو بعد میں یہ لوگ ڈینگیں مارتے پھریں گے اور جماعت احمدیہ کو شکست کا طعنہ دیا کریں گے۔ مستقبل کی یہ ناکت میں نے بھی محسوس کی اور سوال نامے پر اظہارِ خیال کے لئے کھڑا ہوا۔

میں نے ان کے جواب کے لئے وہ پہلو اختیار کیا کہ سوالات بھی دھوئیں کی طرح اڑ جائیں اور یکجہتی کی فضا بھی قائم رہے چنانچہ یہی ہوا۔ ہر سوال کے جواب پر محفل قہقہہ زار بن جاتی تھی۔ میں اخیر تک اسی انداز میں جواب دیتا گیا۔ سائل تو جلد ہی محفل سے روپوش ہو گئے۔ لیکن حاضرین اخیر تک میرے جوابات سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ ایک گھنٹہ کے بعد یہ سوالنامہ ایک اضحوکہ یا دیوار قہقہہ بن گیا تھا۔ محفل ہنستی کھیلتی برخاست ہو گئی۔

صالح نگر صبح مجھے ساندھن سے صالح نگر جانا تھا۔ مکرم منور احمد خاں صاحب صدر جماعت احمدیہ صالح نگر مجھے لینے آئے ہوئے تھے۔ میں یہاں سے احباب کی ایک جمعیت کے ساتھ صالح نگر کے لئے روانہ ہوا۔ مکرم برکت اللہ صاحب صدر جماعت ساندھن و مکرم بہادر خاں صاحب آگرے تک میرے ساتھ آئے۔ اور مکرم کریم الدین صاحب و مکرم مولوی شیخ محمد صاحب مبلغ ساندھن صالح نگر تک میرے ساتھ رہے۔

۲۷ر اکتوبر کو میں صالح نگر پہنچ گیا۔ یہاں آکر مجھے اعضاء شکنی کی تکلیف شروع ہو گئی اور بڑھتی چلی گئی۔ پھر بھی میں نے ۲۷ر کو ایک طویل تربیتی گفتگو کی۔ اور ۲۸ر کو صالح نگر کے جلسۂ عام میں ایک گھنٹہ تک ہندوؤں اور مسلمانوں کو مخاطب کیا۔

کھیتی باڑی گورنمنٹ آف انڈیا پورے ملک میں "زیادہ اُپجاؤ" کی ایک مہم چلا رہی ہے۔ ہندوستان کے بہت سے کسانوں نے اس مہم میں حصہ لیتے ہوئے کاشتکاری کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے صالح نگر اس اعتبار سے بھی خوش قسمت ہے کہ اس علاقہ میں جو کسان گورنمنٹ کی اس مہم میں سب سے نمایاں اور نتیجہ خیز حصہ لیتا ہے وہ ایک احمدی کسان ہے۔ یعنی مکرم منور احمد خاں صاحب صدر جماعت احمدیہ صالح نگر۔ انہوں نے ۱۹۶۰ء میں گیہوں کی پیداوار کے مقابلے میں ضلع بھر میں پہلا نمبر حاصل کیا۔ اور گورنمنٹ نے اس کامیاب کاشتکاری پر ان کو پانچ سو روپے بطور انعام دئے۔ یہ کئی سالوں سے ... ڈویلپمنٹ بلاک میں بہترین کارکن ... سرٹیفیکیٹ کا یہ کتابی خطاب سے بھی نوازے جا رہے ہیں۔ ہر سال فروری کے اخیر میں بلاک کی طرف سے ایک عام جلسہ ہوتا ہے اس میں اوّل نمبر پانے والے کے سر پر صدر جلسہ اپنے ہاتھ سے پگڑی باندھتا ہے اللہ کا فضل ہے کہ اس جلسہ میں مسلسل کئی سالوں سے ہمارے منور احمد خاں صاحب کے سر پر پگڑی باندھی جاتی ہے۔

ہمارے یہ دوست ۶۳-۱۹۶۲ء کے مقابلہ میں بھی کھڑے ہوئے ہیں اب کی مقابلہ ضلع بھر کا نہیں بلکہ پوری کمشنری یعنی پانچ ضلعوں کا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مقابلے میں بھی ان کو گذشتہ سالوں کی طرح نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔

میرے سامنے جب منور احمد خاں صاحب کا ایک کامیاب کاشتکار کے طور پر تعارف کرایا گیا تو میں نے کچھ دیر تک ان سے کاشتکاری کے ترقی یافتہ طریقوں پر بات چیت کی۔ ان کے ذریعے مجھ کو جو معلومات حاصل ہوئے وہ درج کرتا ہوں تا دوسرے کسانوں کے بھی کام آئیں۔

انہوں نے مجھے بتایا کہ آجکل اکثر گاؤں میں نئے طریق پر کاشت کی جاتی ہے۔ انہوں نے مجھے بیج بونے کا ایک نیا طریقہ بتایا جس کو ڈبلر (Dibbler) کہتے ہیں۔ اس سے پیداوار ڈیوڑھی ہو جاتی ہے۔ اور ہل کی نسبت بیج مقدار میں بھی کم لگتا ہے۔ ہل کے ذریعہ ایک ایکڑ میں ڈیڑھ من گیہوں کے بیج لگتے ہیں اور ڈبلر کے طریقے سے صرف آٹھ سیر فی ایکڑ۔

پچھلے سال مکرم منور احمد خاں صاحب نے آٹھ قسم کے گیہوں کے بیج بوئے تھے۔ ان میں سے تین قسم کے بیج مقابلے میں حصہ لینے کے لائق ثابت ہوئے۔ یعنی نمبر ۵۹۱ نمبر ۸ار۷، نمبر ۲۸۱۔ اگر بیج بونے میں دیر ہو جائے تو ۵۹۱ کا بیج نہیں بونا چاہیئے ان میں سب سے زیادہ پیداوار نمبر ۸۲۸ کی ہوتی ہے مگر اس گیہوں کے دانے بہت بدشکل ہوتے ہیں گاہک پسند نہیں کرتے اس لئے یہ نہیں بویا جاتا ہے۔ انہوں نے جب اپنے کھیتوں میں گیہوں کی اوسط پیداوار ۶ ۳ من فی ایکڑ بتائی ہے۔ ان کی کامیاب کاشتکاری دیکھ کر مجھے وادی کشمیر کے کسان بہت یاد آئے۔ کشمیر کی تحصیل کولگام جو بہت زرخیز سمجھی جاتی ہے وہاں پیداوار کی اونچی سے اونچی اوسط دس من فی ایکڑ ہے۔ اور کسی علاقہ میں تو یہ اوسط گر کر صرف دو تین من فی ایکڑ رہ جاتی ہے۔

منور احمد خاں صاحب گیہوں کے علاوہ کپاس آلو اور سرسوں کی کاشت بھی کرتے ہیں۔ اور اپنے کھیتوں میں نئی نئی اقسام اور طریقوں کا تجربہ کرتے رہتے ہیں۔ ان کی کاشتکاری اضلاع یوپی میں اتنی مشہور ہو گئی ہے کہ دور دراز سے گورنمنٹ فارموں کے آفیسرز اور اچھے اچھے کسانوں کی پارٹیاں ان کی کاشتکاری دیکھنے آتی ہیں۔ اس وقت سر پر دیہاتی وضع کی پگڑی باندھنے والا یہ احمدی کسان ہی گورنمنٹ کی "زیادہ اپجاؤ" والی مہم کا سب سے بڑا قدردان ثابت ہو رہا ہے۔ سچ ہے گورنمنٹ کے منصوبوں کو کامیاب بنانا بھی تعلیم احمدیت کا ایک اہم حصہ ہے اور یہ کامیابی بھی اس کا ثمرہ ہے۔

۲۹ر کو صالح نگر سے روانگی کا پروگرام تھا مگر میں سفر کرنے کے قابل نہیں تھا اس لئے یہ دن یہیں بسر کیا۔ اور ۳۰ر کو صالح نگر سے کانپور کے لئے روانہ ہوا۔

ایک ڈاکٹر صاحب سے ملاقات میں اپنے تین رفقائے سفر کے ساتھ جب آگرہ پہنچا تو اب ایک تصرف الٰہی دیکھئے کہ مجھے اپنی صحت کے متعلق کسی ڈاکٹر سے مشورہ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مجھے یہ تینوں دوست ایک ڈاکٹر صاحب کے پاس لائے۔ میں بنچ پر آ کے بیٹھا تو دیکھا کہ ایک بزرگ صورت آدمی ہیں اور بڑے انہماک سے "الفضل" کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔ میں نے پہلے اپنے آپ کو ان کے سامنے ایک جسمانی مریض کے طور پر پیش کیا۔ جب وہ میرے نئے نسخہ تیار کر چکے تو اب گفتگو نے اپنا رخ بدلا اور میں اگرچہ نقاہت کے باعث لمبی گفتگو پر تیار نہ تھا پھر بھی بات چھیڑ ہی دی۔ اور وہ بھی بات بڑھاتے بڑھاتے مجھے "نبوت اور رسالت" کی بحث پر لے آئے۔ یعنی یہ کہ ان دونوں مراتب کے درمیان کیا نسبت ہے۔ میں نے اس کا منطقی اصطلاح میں جواب دے کر بات مختصر کرنی چاہی مگر بات مختصر نہیں رہ سکی۔ میں نے جب "عام خاص مطلق" کی نسبت بتائی تو انہوں نے اس کے خلاف پے در پے کئی سوالات کر دئے جن کا جواب دینے کے لئے مجھے سنجیدہ بننا پڑا۔ ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ رسالت خاص ہے اور نبوت عام۔ کچھ دیر کے بعد خود ہی کہا کہ میں اس کے متعلق حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا نظریہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سنتے ہی میرے چہرے پر مسکراہٹ پیدا ہو گئی۔ اور میں نے جب نہایت وثوق کے ساتھ ان سے یہ کہا کہ حضرت مرزا صاحب کی تحقیق وہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں تو اب ہم دونوں میں خود بخود تعارف ہو گیا

"آپ کون ہیں"

"میں حضرت مرزا صاحب کی کتب کا باقاعدہ مطالعہ کرتا ہوں۔ ان کے دعاوی بھی تسلیم کرتا ہوں۔ البتہ ابھی بیعت نہیں کی ہے" "اچھا تو اب آپ

میرے متعلق یہ سمجھ لیں کہ میں صرف ان کے دعاوی پر ایمان ہی نہیں رکھتا بلکہ باقاعدہ بیعت بھی کر چکا ہوں۔ —— "آپ کون ہیں؟"

"میں جماعت احمدیہ کا ایک مبلغ ہوں۔ میرا فلاں نام ہے۔"

"پھر تو بدر اور الفضل کے ذریعہ غائبانہ آپ سے متعارف ہوں"

اور اب گفتگو نہایت دوستانہ فضا میں جاری ہوئی۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ شہر آگرہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدردان موجود ہیں۔ اب میں نے ان سے اس موضوع پر گفتگو کی کہ شہر آگرہ میں تبلیغ کی کیا صورت ہو۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر آپ ایک ہفتہ یہاں ٹھیریں یا آئندہ آئیں تو چند اسکولوں اور کالجوں میں تقریروں کا بندوبست ہو سکتا ہے۔ میں اس بزرگ کی ملاقات سے بہت محظوظ ہوا۔ اور اب دوا کی قیمت کیسی۔ بس دعا کی درخواست دی۔ اور دعا ہی قیمت ہے۔

میں نے مکرم ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ شہر آگرہ میں جماعت قائم کرنے کی کوشش کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہاں تبلیغی دورے ہوتے رہے تو انشاء اللہ جماعت قائم ہو جائے گی۔

ہم دونوں کی گفتگو ڈاکٹر صاحب کے کئی رشتہ دار اور دوست نہایت توجہ سے سن رہے تھے ان سبھوں نے اخیر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام اور جماعت احمدیہ کے ادب کا پہلو ملحوظ رکھا۔

انہی میں سے ایک نوجوان مجھ سے خاص طور پر ملے۔ معلوم ہوا کہ ان کے والد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک کتابچہ بھی لکھا ہے یعنی قادیانی ازم (Qadianism) مگر یہ نوجوان بھی بہت سنجیدگی سے تبادلۂ خیالات میں حصہ لیتے رہے۔ انہوں نے مجھے آتے وقت بھی یقین دلایا کہ گو میرے والد صاحب نے یہ کتابچہ لکھا ہے لیکن میں بھی جماعت احمدیہ کا قدردان ہوں۔ اور کسی واقف حالات کے ذریعہ اس جماعت کی تعلیمات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

جب میں مکرم ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھیوں سے جدا ہوا تو راستے میں دوستوں نے بتایا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کو پہلے سے جانتے ہیں۔ میں نے مکرم مولوی فتح محمد صاحب مسلم مبلغ سلسلہ اور دوسرے دوستوں سے بھی کہا کہ ایسے ہمدرد لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے چاہئیں۔

اب میں آگرہ سے کانپور روانہ ہونے والا ہوں اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ ان دوستوں کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے اس سفر میں میرے ساتھ اخلاص و محبت کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

کانپور

۳۰ اکتوبر کو میں آگرہ سے بیرہ کانپور کے لئے روانہ ہوا۔ احباب اسٹیشن پر پیشوائی کو آئے ہوئے تھے۔ مگر میری انضمامِ شکنی کی تکلیف اتنی بڑھ گئی تھی کہ میں وہاں سے اتنے میں رکشا کی طرف چل پڑا۔ وہ لوگ مجھے پلیٹ فارم پر ڈھونڈتے رہے اور میں مکرم محمد احمد صاحب موصوف کے دولت کدہ پر حاضر ہو گیا۔

کانپور میں چند سال پہلے اللہ تعالیٰ نے سوئیجہ خاندان کے چند افراد کو قبولِ احمدیت سے نوازا ہے۔ مکرم محمد احمد صاحب سے میری پہلی ملاقات تھی ان کے بھائی محمد مجید صاحب سے تو کئی بار بمبئی میں ملاقات ہو چکی تھی ان کے جوش اور اخلاص سے واقف تھا۔ آج محمد احمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ یہ دونوں بھائی گویا ہیں نورٌ علیٰ نور ہیں۔ اخلاص اور سعادت کی یہ دولت کسبی نہیں، خداداد نعمت ہے ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ملاقات ہوتے ہی احمدیت اور اس کے بہت سے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا اور اخیر تک جاری رہا۔ میں جب تک رہا مصروف الاوقات ہونے کے باوجود وہ اکثر میرے پاس ہی بیٹھتے۔

دوسرے دن مکرم حاجی محمد ابراہیم صاحب ملنے آئے۔ آپ جماعت احمدیہ کانپور کے صدر ہیں اور احمدیت کے دیرینہ خدمت گزار۔ آج بھی جماعت احمدیہ کانپور آپ کے بزرگانہ فیوض سے مستفید ہو رہی ہے۔

آج بعد عصر آپ ہی کے مکان پر ایک تربیتی اجلاس طلب کیا گیا۔ مردوں کے علاوہ عورتیں بھی جمع ہوئیں۔ میں نے اپنے ضعف کے باوجود اس میں خوفِ خدا کے عنوان پر ایک تقریر کی۔

ملک میں ہنگامی حالت کے اعلان کے باعث شہر میں آسانی سے کوئی عام جلسہ نہیں ہو سکتا تھا اس لئے میں نے دوسرے دن رانچی جانے کا ارادہ کیا۔ مگر تحقیق پر معلوم ہوا کہ رانچی جانے کے لئے کہیں جگہ کشتی پر دریا پار کرنا پڑے گا۔ اور یہ سفر سخت دشوار گزار ہوگا۔ ادھر میری طبیعت زیادہ مضمحل ہوتی جا رہی تھی اس لئے رانچی جانے کا پروگرام ملتوی کر کے ۲ نومبر کو کانپور سے بمبئی کے لئے چل پڑا۔

شیموگہ میں کروڑہا ہندوؤں کے واجب الاحترام گورو جی کی تشریف آوری

موصوف سے جماعت احمدیہ کے وفد کی ملاقات اور تبلیغی لٹریچر کی پیشکش

دو تین ماہ سے یہ خبر سننے میں آ رہی تھی کہ شری گورو شنکر اچاریہ آف سرینگری (میسور سٹیٹ) (Shringeri Mysore State) جو ہندوؤں کی ایک معروف مذہبی شخصیت ہیں، شیموگہ میں تشریف لانے والے ہیں۔ آمد سے پیشتر موصوف کے شاندار استقبال کی تیاری گھر گھر میں نظر آنے لگی۔ ان کی آمد کے روز یہاں تمام ہندو آبادی نے اپنے گھروں کے آگے پنڈال بنا بنا کر بڑی دھوم دھام سے ان کا خیر مقدم کیا۔ جب سوامی جی کی سواری بازار سے گزری تو احمدی احباب نے بھی اپنے پنڈال میں جمع ہو کر ان کو خوش آمدید کہا۔ ان کی سواری باقی مقامات پر کہیں نہیں رکی۔ لیکن احمدی احباب کے پنڈال کے سامنے رک گئی۔ سوامی جی نے دریافت کیا "یہ کون لوگ ہیں" جماعت کے احباب نے آگے بڑھ کر اپنا تعارف کرایا اور خوش آمدید کہتے ہوئے اپنا ہار پیش کیا۔ سوامی جی نے اس ہار کو بڑے احترام سے قبول کیا، اور اپنی طرف سے ایک بہت بڑا ہار اور پھل احباب کو تحفۃً پیش کئے۔ اور جماعت کے خیر مقدم پر بہت مسرت کا اظہار فرمایا۔ چند روز کے بعد خاکسار نے ان کے میزبان کے توسط سے سوامی جی سے جماعتی رنگ میں ملاقات کی کوشش کی۔ چنانچہ ان کے میزبان شری وینکٹ رام شاستری ایڈووکیٹ نے موصوف سے وقت طے کر کے جماعت احمدیہ شیموگہ کے وفد کی ملاقات کا انتظام کیا۔ اس وفد میں خاکسار، مکرم اختر حسین صاحب سیکرٹری تبلیغ اور مکرم سید عبداللہ صاحب تھے۔ خاکسار نے سوامی جی سے اپنا تعارف کرانے کے بعد جماعت احمدیہ، حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ، حضور کی تعلیم اور حضور کی بعثت کے اغراض سے ان کو روشناس کرایا اور خصوصیت سے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں، مقدس کتب، مذہبی لیڈروں یا رہنماؤں کی تعظیم و تکریم کے بارہ میں بانیٔ سلسلہ کی تعلیم کا ذکر کیا جسے موصوف نے گہری دلچسپی سے سنا نیز اسلام سے محبت کا اظہار کیا اور بتایا کہ ان کی گدی کو ہندوستان میں بہت بڑی پوزیشن حاصل ہے اور یہ کہ آج سے نہیں بلکہ سینکڑوں سال سے اس گدی کی پوزیشن برقرار ہے۔ سلطان ٹیپو اور دیگر سلاطین جنوبی ہند کا ان سے اس مٹھ کے مذہبی لیڈروں کے مراسم کا ذکر کیا اور بتایا کہ سرینگری کے پیشواؤں یا گوروؤں کو ان مسلم بادشاہوں نے جو خطوط وقتاً فوقتاً تحریر کئے وہ سب سرینگری کے مٹھ میں محفوظ ہیں۔ اور موصوف ان کو شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان خطوط سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ مسلم بادشاہ اس گدی کے گوروؤں کا ہمیشہ احترام کرتے رہے ہیں۔

سوامی جی نے خاکسار سے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق دریافت کیا اور پوچھا کہ شراب کے بارے میں آپ کی کیا تعلیم ہے۔ خاکسار نے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق بیان کیا اور بتایا کہ شراب تو اسلام میں قطعی حرام ہے اور ہم لوگ تو سگریٹ بیڑی اور حقہ وغیرہ سے بھی اجتناب کرتے ہیں۔ بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا پھر تو آپ شدھ برہمن ہیں اور مجھے تو احمدیہ جماعت پرانے صوفیائے کرام کی جماعت نظر آتی ہے۔ شری وینکٹ رام شاستری ایڈووکیٹ نے موصوف کو جماعت کی تبلیغی مساعی سے روشناس کرایا اور بتایا کہ شیموگہ میں جماعت احمدیہ کے مقررین کی ہندی، کنڑی، انگریزی اور اردو میں تقریریں سن چکے ہیں۔ جماعت کے مبلغین سنسکرت اور ہندی زبان جاننے کے علاوہ ہندو لٹریچر سے بھی بخوبی واقف ہیں۔

سوامی جی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء، جماعت کے مرکز اور کام کے بارہ میں استفسارات کئے جن کے جوابات وضاحت سے دئے گئے۔ چنانچہ مزید گفتگو اور چیو پرشاد پہنچانے کے بعد خاکسار نے موصوف سے خواہش کی کہ ہم آپ کی خدمت میں سلسلہ کا لٹریچر پیش کرنا چاہتے ہیں اگر اجازت ہو تو پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں موصوف کی اجازت پر مندرجہ ذیل لٹریچر پیش کیا گیا ۱۔ قرآن مجید انگریزی ۲۔ اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی ۳۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام انگریزی ۴۔ سیرت آنحضرت صلعم ہندی ۵۔ پیغام صلح ہندی ۶۔ سیرت حضرت مسیح موعودؑ انگریزی ۷۔ وید پرچار اور کرشن ہندی۔ وغیرہ۔ لٹریچر پیش کرنے کے بعد خاکسار نے سوامی جی سے ذکر کیا کہ خاکسار کا سرینگری پہنچ کر ملاقات کرنے کا ارادہ تھا حسنِ اتفاق سے اپنے ہی گھر پر ملاقات ہو گئی ہے۔ مجھے تفصیل سے ابھی مزید گفتگو کرنی ہے۔ اگر اجازت ہو تو کسی وقت سرینگری حاضر ہو کر ملاقات کروں اور مزید لٹریچر بھی پیش کروں۔ موصوف نے کہا کہ ضرور تشریف لائیے۔ مجھے ایسی ملاقاتوں سے بے حد مسرت اور دلی راحت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد ہم اجازت لے کر روانہ ہونے لگے تو سوامی جی نے وفد کے ممبران کو کچھ توقف کرنے کے لئے کہا۔ موصوف نے اندر سے نہایت عمدہ سیب منگوائے اور اپنے معمول کے مطابق اظہار خوشنودی کے طور پر پھلوں کے تحفہ کے ساتھ نہایت محبت اور احترام سے ہمیں رخصت کیا۔

ہم نے سوامی جی کی جائے قیام سے رخصت ہوتے وقت ان کے میزبان شری وینکٹ رام شاستری جی کا شکریہ ادا کیا۔ موصوف ملاقات کے دوران میں سوامی جی کے پاس موجود تھے۔ موصوف نے بڑے تپاک سے ہمیں واپسی کی اجازت دی اور بتایا کہ مجھے کئی پیغامات ملے تھے کہ جماعت احمدیہ کے مبلغ سوامی جی سے ملنا چاہتے ہیں مگر میں ڈرتا تھا کہ پتہ نہیں کیوں ملنا چاہتے ہیں لیکن اس ملاقات سے مجھے قلبی راحت ہوئی ہے اگر مجھے پہلے سے علم ہوتا کہ ایسی ملاقات ہوگی تو میں نہایت فراغت سے اچھا وقت نکال کر ملاقات کرانے کی کوشش کرتا۔ شری وینکٹ رام شاستری ایڈووکیٹ یہاں علمی حلقہ کے روحِ رواں ہیں۔ ہم ان کے تعاون کے شکرگزار ہیں۔ دعا ہے کہ مولیٰ کریم اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے۔ اور اسے آئندہ تبلیغی راستے کھولنے کا موجب بنائے۔ آمین

خاکسار حکیم محی الدین مبلغ انچارج میسور سٹیٹ

اذکروا موتٰکم بالخیر

ہمارا فانی ——— فنا کی گود میں!

از مکرم چوہدری [illegible] احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وہ زندہ دل انسان، جو مجالس کو شگفتگی مستعار دیا تھا ——— جو اپنی لطیف ظرافتوں سے محفلوں کو زعفران زار بنا دیتا تھا ——— جس کے لب متبسم رہتے تھے اور جس کی آنکھوں میں خوشی اور اطمینان کی ایک چمک ہمہ اوقات لرزاں و جنباں رہتی تھی ——— وہ بڈھا نوجوان ———! جو اپنے بڑھاپے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک عرصہ تک ہمارے سامنے مسکراتا رہا۔ جو اپنے بڑھاپے کے احساس کو مرتے دم تک اپنی نوجوان امنگوں کے اظہار کے ذریعہ سے اپنے دل سے گویا کھرچ کھرچ کر نکال پھینکتا رہا ——— آخر ایک طویل بیماری کے پنجے میں جکڑا گیا اور چار ماہ تک چارپائی کا حلیف رہا ——— یعنی منشی عبدالرحیم فانی، جسے بھارت کی جماعتیں انسپکٹر بیت المال کے طور پر جانتی ہیں اور مرکز قادیان کے لوگ ایک فعال اور متحرک کارکن کے طور پر سمجھتے رہے —— ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۲ء کی صبح کو قضاء و قدر کے کارکنان اسے ہم سے ہمیشہ کے لئے چھین کر لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مگر وہ عجیب انسان تھا۔ شگفتگی، ظرافت اور زندہ دلی تو ہر وقت اس کے ہمدم رہتے۔ وہ دفتر میں ہوتا یا گھر پر۔ وہ بازار جا رہا ہوتا یا کہیں اور، اسے دیکھ کر بے اختیار جی چاہتا تھا کہ اسے چھیڑا جائے۔ بےشک عمروں کا فرق ہوتا تھا اور ضمیر کی دہلیز پر ہلکی سی دستک جذبۂ احترام بھی دیتا تھا تاہم اسے چھیڑنے میں ایک لطف آتا تھا۔ وہ جب شگوفوں پر شگوفے چھوڑتا جن میں طنز و مزاح کے تیر بھی ہوتے مگر حق یہ ہے کہ وہ تیر کھا کر بھی طبیعت نہال ہو جاتی تھی۔ اور وہ وقتی طور پر تو اپنے ہم جلیس کو غم دنیا سے بے نیاز کر دیتا۔

یہ تو روز کی بات تھی کہ وہ خاکسار کو دفتر آتے جاتے ملتا تھا۔ بس دیکھتے ہی کوئی نہ کوئی لطیفہ آگلنے کے لئے اس کے ہونٹ بے قرار ہو جاتے۔ لیکن سب سے پہلا لطیفہ یہ ہوتا تھا کہ فانی صاحب کہتے

"بھئی تم سے ڈر لگتا ہے"

اس لطیفے کا پس منظر یہ تھا کہ اس سے پہلے جب بھی فانی صاحب سے ملاقات ہوتی تو میں مذاقاً ان سے کہتا "فانی صاحب! آخر آپ فانی ہیں کہئے تو ابھی سے قبر کی نشان دہی کر دوں!" اور ایک روز جب میں بہشتی مقبرہ سے واپس آ رہا تھا وہ دعا کے لئے ادھر کو جاتے ہوئے پل کے اس پار مل گئے۔ ان دنوں بیمار تھے آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ میں نے کہا "فانی صاحب! آپ پیدل کیوں جا رہے ہیں۔ کہئے تو چار آدمیوں کے کندھوں پر اٹھوا لوں!" کہنے لگے "بھئی تم سیکرٹری بہشتی مقبرہ ہو۔ تم تو چاہو گے کہ آمدن بڑھے" میں نے کہا "نہیں فانی صاحب آپ ابھی کئی عرصے جئیں گے کیونکہ آپ نے اپنا تخلص فانی رکھ کر اپنے اوپر فنا تو وارد کر ہی لیا ہے۔ اب اس میں کیا فرق پڑتا ہے کہ آپ یہاں رہیں یا وہاں چلے جائیں۔ دیکھئے نا! آپ کئی بار شدید بیمار ہو ہو کر موت کے منہ سے واپس آتے رہے اور بار ہا ہمیں کفن اور قبر کے لئے بھجوائے ہوئے آدمی واپس بلانے پڑے۔ آپ اسی لئے بچ جاتے رہے کہ ملک الموت یہ سمجھ کر درگذر کر جاتا رہا کہ یہ بیچارہ تو پہلے ہی فانی ہے اور مرے ہوئے کو کیا مارنا ہے۔!" وہ مسکرائے، اور آگے بڑھ گئے۔

مرحوم اپنے مرض الموت میں تھے کافی عرصہ سے بیمار تھے۔ بڑھاپے کی کمزوری اور طویل بیماری کی کمزوری نے بھی تمام اعصاب پر پنجے گاڑے ہوئے تھے۔ میں عیادت کو گیا۔ مجھ سے پہلے برادرم چوہدری عبدالحق صاحب وہاں بیٹھے تھے۔ میں اس دفعہ کچھ دنوں کے وقفے سے گیا تھا جونہی میں نے کمرے میں قدم رکھا دیکھ کر مسکرائے اور بانداز شکوہ کہا "تم نے تو سمجھا ہو گا کہ اب جا کے کرنا بھی کیا ہے" میں نے معذرت کی کہ یونہی بہت سی مصروفیات لاحق ہو گئی تھیں۔ معذرت قبول کر لی گئی اور پھر مختلف شعر پڑھنے شروع کر دئے حالت یہ تھی کہ ہر شعر کے دو دو لفظوں پہ دم لینا پڑتا تھا اور ضعف کا یہ عالم تھا کہ کروٹ بھی بدلنا مشکل تھی۔ ایک چھوٹی سی تپائی ان کے سرہانے رکھی تھی اس پر کوئی دوائی تھی یا مشروب تھا۔ ایک بچہ اندر سے آیا اور اس نے وہ تپائی اٹھانی چاہی۔ فوراً اپنا نحیف و نزار بازو بڑھایا اور تپائی کو پکڑ کر بے ساختہ کہا ؎

گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

مرحوم امروہہ صوبہ یوپی کے رہنے والے تھے۔ سن ۱۹۵۰ء میں مرکز کی اجازت سے اپنے بیوی بچوں سمیت قادیان آ گئے۔ اور انہیں انسپکٹر بیت المال مقرر کیا گیا۔ سالہا سال اسی پوسٹ پر رہے اور اپنے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ لیکن جب بڑھاپے نے ٹانگوں کی سکت کو چوس لیا اور لمبے سفروں کے قابل نہ رہے تو انہیں نظارت بیت المال میں اکاؤنٹس برانچ کا محرر لگا دیا۔ اور حق یہ ہے کہ وہ نوجوانوں کی طرح کام کرتے رہے۔ اسی دوران میں وہ بعض دفعہ بیمار بھی ہوتے لیکن جونہی ذرا حالت سنبھلتی فوراً کام پر حاضر ہو جاتے۔ اور بڑے اخلاص کے ساتھ اپنا یہ فرض ادا کرتے تھے۔

مرحوم کا تخلص فانی محض زیب نام ہی نہ تھا بلکہ شعر و شاعری میں بھی شغف رکھتے تھے۔ اور اکثر قادیان میں سیرۃ النبی یوم مصلح موعود وغیرہ کے جلسوں میں اپنا تازہ کلام سنایا کرتے تھے۔ کلام سنانے کی ایک مخصوص لے تھی جس میں جذبہ بھی کارفرما ہوتا تھا اور جوش بھی اور ایک اعتماد بھی۔ گو مرحوم کا کلام کچھ زیادہ معیاری نہ ہوتا تھا لیکن ایک مشتاق اور پختہ کار شاعر کے بین بین ہوتا تھا۔ جسے مرحوم کی لے اور جوش اور خود اعتمادی کا جذبہ موثر بنا دیتے تھے۔

ہمارے بعض درویش بھائیوں کی شادیوں کے مواقع پر مرحوم فانی صاحب نے سہرے بھی تیار کر کے پڑھے۔ سہرا پڑھتے وقت وہ خاص طور پر جھومتے تھے جیسے وجد میں ہوں۔ سہرا پڑھتے وقت انہیں مسرور و متبسم دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنا ہی سہرا پڑھ رہے ہوں۔ یوں بھی چونکہ طبیعت میں مزاح تھا۔ اس لئے "شادی" مرحوم کا خاص موضوع ہوتا تھا۔ حالانکہ نوبت بایں جا رسید ہو چکی تھی کہ ہر قدم اٹھاتے وقت باری باری دونوں ٹانگوں سے اجازت لیتے تھے۔ لیکن یہ حقیقت بھی تو سدا بہار ہے کہ دل کبھی بوڑھا نہیں ہوتا

مرحوم ادبی ذوق بھی رکھتے تھے، اس لئے مختلف چھوٹی چھوٹی ادبی محفلوں میں بھی شریک ہوتے رہتے تھے۔ اور بعض اوقات اپنے مکان پر بھی ادبی ذوق رکھنے والوں کو مدعو کیا کرتے تھے۔ ان کا کلام یا ادب پارے سنتے تھے اور اپنا کلام سناتے تھے۔

قادیان میں محترم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری سابق ناظر تعلیم و تربیت کی صدارت میں "بزم حسن بیان" کی جو مجلسیں منعقد ہوا کرتی تھیں ان میں بھی مرحوم شریک ہوتے تھے اور اپنا تازہ کلام سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا کرتے تھے۔

مرحوم کا تازہ کلام اخبار بدر اور رسالہ درویش میں بھی چھپتا رہا۔ ہمارے بھائی مکرم و محترم قریشی عبدالرحمٰن صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ کے والد بزرگوار حضرت حافظ محمد امین صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر ایک عمدہ قطعہ کہا تھا جو حیات امین کے آخری صفحہ پر چھپا ہوا ہے۔

مرحوم نے صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت میں بطور انسپکٹر بیت المال یا بطور محرر بیت المال جتنا عرصہ بھی کام کیا حقیقت یہ ہے کہ اپنے فرائض نوجوانوں کی طرح سرانجام دیتے رہے۔ اور متعلقہ نظارت ان کے کام سے ہمیشہ مطمئن [illegible] اور یہ چیز اخلاص محنت اور احساس ذمہ داری کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔

مرحوم کے ایک فرزند منشی خلیل الرحمٰن صاحب بھی مرکز میں سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور اس وقت نظارت امور عامہ میں اسسٹنٹ کلرک ہیں۔ محنت اور خلوص سے کام کرنے کا جذبہ انہیں بھی اپنے باپ سے ورثہ میں ملا ہوا ہے

مرحوم کے تین لڑکے اس وقت بمبئی میں مختلف کام کر رہے ہیں اور بڑا لڑکا ڈیرہ دون میں ہے ان کے علاوہ مرحوم اپنے پیچھے ایک بیوہ اور دو لڑکیاں بھی چھوڑ گئے ہیں جن میں سے بڑی لڑکی تو ہمارے ایک درویش بھائی مستری محمد حسین صاحب سے بیاہی ہوئی ہیں اور چھوٹی لڑکی ابھی دس گیارہ سال کی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مرحوم کو بلندیٔ درجات بخشے۔ اور ان کے تمام پسماندگان کا ہمیشہ حافظ و ناصر اور کفیل رہے۔ مرحوم کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں دفن کیا گیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اداریہ بقیہ صفحہ ۲

اور ہمیں ہمارے مالوف پروردگار نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین"

پس اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے احباب اس مقدس سفر کے لئے روانہ ہوں۔ اور ان برکات و فیوض سے بہرہ ور ہوں

اس سال قادیان کا جلسہ سالانہ ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے اس لحاظ سے صرف چند روز ہی اس میں باقی ہیں۔ اس لئے جلدی کریں تا مقررہ وقت پر آپ پہنچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ م

م سفر حضر میں آپ سب کے ساتھ ہو اور اپنی برکات عظیمہ سے آپ کو متمتع فرمائے اور توفیق عطا فرمائے کہ آپ جلسہ پر تشریف لا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان قیمتی دعاؤں کے مورد ہوں۔ (م-ح-ب)

— درخواست دعا —

میرے والد محترم مولوی حبیب اللہ صاحب جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں عرصہ گیارہ ماہ سے آسنور کشمیر میں بیمار ہیں۔ تمام بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ خاکسار [illegible]

تبلیغی اور تربیتی اغراض سے

شینذرہ کا سفر

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

مکرم مولانا مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے حالیہ تبلیغی دورہ پونچھ میں خاکسار کو جماعتِ احمدیہ شینذرہ میں بیداری پیدا کرنے کے لئے وہاں جانے کی ہدایت فرمائی تھی۔ چنانچہ خاکسار نے ایک ہفتہ قبل جماعت احمدیہ شینذرہ کو اپنے پروگرام سے آگاہ کیا۔ اور پھر ۹ر نومبر بروز جمعۃ المبارک صبح چھ بجے کی بس سے کلائی پل تک گیا جو شہر پونچھ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں سے منہ توڑ چڑھائی پر جو کہ تین میل کے قریب ہے پا پیادہ چڑھنا شروع کیا۔ اس چڑھائی میں سنگلاخ اور دہشت انگیز چٹانوں سے اس طرح گزرنا پڑتا ہے کہ کئی جگہوں پہ بکری کی طرح زمین کو پکڑ پکڑ کر چلنا پڑتا ہے۔ کئی جگہوں پہ حد درجہ تنگ رستہ ہے اور پہلو میں اس قدر دہشت ناک چٹانیں کہ مارے خوف کے آگے چلنے کی ہمت نہیں رہتی۔ چنانچہ اس دشوار گذار راستہ کی سختی سے تنگ آکر ایک دفعہ تو میں نے واپس ہی ہو جانے کا ارادہ کر لیا۔ میرا چھوٹا لڑکا عبد الحق بعمر چودہ سال اس سفر میں میرے ساتھ تھا۔ اس نے میرے اس ارادہ کو محسوس کر کے کہا "آپ تو کہتے تھے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

کے مطابق شینذرہ کے پہاڑ پر جو ایک بلند پہاڑی چوٹی ہے جا رہا ہوں۔ اب یہ واپسی کا ارادہ کیسا؟"

اس کم سن بچے کی بروقت تنبیہ نے نہ جانے میرے اندر کیسی قوت پیدا کر دی کہ میرے قدم زیادہ مضبوطی سے اٹھنے لگے اور ملکہ ہی گیارہ بجے وقت بلند پہاڑوں پہ جا پہنچے۔ ۔۔۔۔

الغرض اس طرح کی چڑھائی کرنے کے بعد بمجز تین میل کا سفر کر کے ہم شینذرہ جا پہنچے جہاں جماعت کے دوست پہلے ہی سے جمع تھے اور میرا انتظار کر رہے تھے۔ علیک سلیک کے بعد مکرم محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری مال کے مکان پر نماز جمعہ کی ادائیگی کا انتظام ہوا۔ تیس سے زاید احباب نے شرکت کی۔ خاکسار نے ۱½ گھنٹہ تک خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو منظم ہو کر تبلیغ احمدیت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ ساتھ ہی مکرم مولانا سمیع اللہ صاحب کی ہدایات اور مکرم مولانا امینی صاحب کے تبلیغی دورہ کے پروگرام سے احباب کو مطلع کیا۔ اور تاکید کی کہ تمام احباب ۱۷ر نومبر کو پونچھ شہر میں آکر مکرم امینی صاحب کی تقریر جلسہ سے مستفید ہونے کی کوشش کریں۔ احباب نے بھی ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کا یقین دلایا۔ شام کو مکرم حکیم کرم دین صاحب کے ہاں قیام رکھا۔ دوستوں سے وہاں پر بھی دیر تک تربیتی امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ اور پھر باجماعت نماز مغرب و عشا کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی درازیٔ عمر اور صحتِ کاملہ کے لئے اجتماعی دعا کی گئی۔

دوسرے روز خاکسار کو واپسی پر ایک چٹان پر سے گذرتے ہوئے پاؤں پھسلنے کی وجہ سے ٹانگ اور بازو میں چوٹ آئی مگر خدا تعالیٰ نے رحم کیا کہ جلد ہی آرام آگیا۔

شینذرہ کے احباب میرے مزید قیام پر مصر تھے لیکن افسوس کہ میں پابندیٔ رخصت کے باعث نہ رک سکا اور معذرت کر کے اجازت طلب کی۔

۱۲ میل کا پیدل سفر طے کرنے کے بعد کلائی برج (Bridge) پر سے بس پر سوار ہو کر گیارہ بجے واپس پونچھ پہنچ گیا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر اور کوشش کو کامیاب بنائے۔ اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔

شہر پونچھ میں

حضرت بابا نانک کے جنم دن کی مبارک تقریب

اور باباجی کے متعلق جماعتِ احمدیہ کے خیالات کا اظہار

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

حسبِ معمول امسال بھی شہر پونچھ میں گوروسنگھ سبھا کی طرف سے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا جنم دن شان و شوکت سے منایا گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مرد و زن نے شمولیت کی۔ سبھا کے اراکین کی طرف سے مقامی آفیسرز اور رؤسائے شہر کو خاص طور پہ مدعو کیا گیا تھا۔ خاکسار کو بھی دعوت موصول ہوئی اور پروگرام کے مطابق مورخہ ۱۱ر نومبر کو دس بجے گوردوارہ سنگھ سبھا کی پُر رونق مجلس میں پہنچا۔ لوگوں کا بڑا ہجوم تھا بایں ہمہ منتظمین نے مجھے سٹیج پہ ہی بلا لیا۔ اور سٹیج پہ پہنچتے ہی خاکسار کی تقریر کا اعلان ہوا۔

خاکسار نے اپنی تاہ منٹ کی تقریر میں جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ سکھ مسلم اتحاد کی وضاحت کی اور بتایا کہ آج سے قریباً ستر سال قبل مسلمانوں کو حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا کوئی بھی علم نہ تھا۔ جب سرزمین قادیان میں حضرت بابا نانک رحؒ کی پیشگوئی کے ماتحت خدا تعالیٰ کا ایک مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کھڑے ہوئے تھے۔ آپؑ نے بالہام الٰہی حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے خدا رسیدہ ہونے اور صداقت کی گواہی دی اور دلائل سے ثابت کیا کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ خدا تعالیٰ کے ملہم تھے۔ اگرچہ بعض تنگ نظر علماء کی طرف سے اس حقیقت کے اظہار پر حضرت مسیح موعود کے خلاف ہرزہ سرائی ہوئی۔ مگر حضورؑ نے اس حق بیانی کو ترک نہ کیا نتیجہ ہوا کہ آج بفضلہ تعالیٰ تمام مسلمان حضرت بابا نانک رحؒ کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔

اسی طرح خاکسار نے بابا گورو نانک رحؒ کی تعلیمات اور اسلامی مساوات کو واضح کیا۔ اس کے بعد چند دوستوں کے اصرار پر بابا نانک کی مدح میں اپنی بنائی ہوئی نظم بھی پڑھی بفضلہ تعالیٰ میری تقریر اور نظم کو بہت پسند کیا گیا۔ اور دوسری مجلس میں بھی خاکسار کو دوبارہ تقریر کی پُرزور دعوت دی گئی۔ جلوس کے وقت بھی خاکسار کو بازار کے چوک میں تقریر کی دعوت دی گئی۔ منتظمین سبھا کی اس رواداری اور عزت افزائی پہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں خدا سب قوموں کو ہمدردی اور اخوت کا جذبہ بخشے۔

احباب کرام کی خدمت میں التماس

از جناب ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

جیسا کہ قبل ازیں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے اعلان کیا جا چکا ہے اور بذریعہ سرکلر چٹھی بھی احباب جماعتِ احمدیہ ہندوستان کو توجہ دلائی جا چکی ہے چینی جارحیت کے موجودہ نازک زمانہ میں احباب جماعت اپنی روایات کے ماتحت قومی ڈیفنس فنڈ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اسی طرح خون کا عطیہ دینے کے لئے دوسروں سے بڑھ کر قربانی کریں نیز لوکل طور پر مالی امداد کے علاوہ مرکز سلسلہ میں جو امانت نیشنل ڈیفنس ایڈ کے نام سے اس غرض کے لئے کھولی گئی ہے اس کے لئے بھی محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام رقوم بھجوائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

تبلیغی و تربیتی دورے سے متاثر ہوکر

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی نے حال ہی میں صوبہ جموں و کشمیر اور یوپی کے بعض مقامات کا تبلیغی و تربیتی دورہ کیا ہے ذیل کے چار مصرعے ان کے تجربے کا نچوڑ ہیں جن میں انہوں نے اپنی مبلغ برادری کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تبلیغی میدان میں مختلف قسم کے لوگوں اور ان کے عجیب و غریب اور چونکا دینے والے سوالات سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ہمارے مبلغین کو وسیع تر مطالعہ کر کے اپنی علمی قابلیت بڑھانی چاہیئے (ادارہ)

وہ بشر جو صاحبِ آیات ہے
رازدارِ بزمِ موجودات ہے
عشق کے لاوے میں جلتا ہے وہی
جانبِ صحرا نکلتا ہے وہی!

جماعت احمدیہ کنانور کیرلہ سٹیٹ کا ریزولیشن

جماعت احمدیہ کنانور کیرلہ سٹیٹ کے صدر جناب ایم عابد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:۔ مورخہ ۹ر نومبر کو جماعت احمدیہ کنانور نے ایک غیر معمولی اجلاس منعقد کر کے یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ جماعت ہذا کا یہ غیر معمولی اجلاس بھارت کے خلاف چین کی ظالمانہ اور جابرانہ جارحیت کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور حکومت کے دلی اور فعال تعاون اور امداد کا اس جارحیت کو پسپا کرنے کے لئے یقین دلاتا ہے۔ اور اس نازک موقعہ پہ ملکی اور قومی خدمت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

کتاب "چونویں پھل" پر دو اور تبصرے

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی شائع کردہ کتاب "چونویں پھل" پر اکثر اہل علم دوست آئے دن اپنے اچھے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں چنانچہ اسی ضمن میں دو اور تبصرے موصول ہوئے ہیں جنہیں ذیل میں درج کیا جارہا ہے:-

۱- جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب بی اے آنرز تارن تارن تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"مجھے چونویں پھل" نامی کتاب کا دوسرا ایڈیشن پڑھ کر بہت خوشی ہوئی درحقیقت یہ سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ ہے۔ اس کے ذریعہ ہمیں سبق ملتا ہے کہ ہم سب ہندوستانی بھائیوں کو پہلے کی طرح مل جل کر رہنا چاہیئے اسی پریم اور اتفاق میں برکت ہے۔ اور ملک کی ترقی بھی اسی کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔

اس کتاب کی تحقیق اور ترتیب بہت مفید ہے۔ اس پر غور کرنے سے کئی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔

ملنے کی مہما .... پیرے پربند

کا شلوک یہاں پوری طرح مطابق آتا ہے۔ مجھے کامل امید ہے کہ جو شخص بھی اس کتاب کو پڑھے گا اس کی تنقیدی طاقت احمدی کو سکھ اور سکھ کو احمدی محسوس کرا دے گی"

(دستخط) سردار گوربچن سنگھ صاحب ترن تارن

(نوٹ) کتاب "چونویں پھل" اور سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ کی قیمت دو دو روپے فی کاپی ہے۔ جو نظارت دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب سے مل سکتی ہے۔

۲- محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ اپنی چٹھی میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

مورخہ ۱۱ نومبر کو خاکسار ایک ضروری کام کے سلسلہ میں بٹالہ گیا۔ وہاں پر بٹالہ کے مشہور مہنت شری پرکاش داس (اوری چوک) کے ہاں ایک تقریب میں شمولیت کا موقعہ ملا مہنت صاحب نے حاضرین مجلس کے سامنے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"میں نے احمدیہ جماعت قادیان کی طرف سے شائع کردہ پنجابی پستک "چونویں پھل" مطالعہ کی ہے۔ یہ کتاب بہت ہی عمدہ اور مفید ہے۔ اس میں گورو نانک صاحب کی شان میں بہت اچھی طرح اظہار خیال کیا گیا ہے۔ اور مسلمانوں اور سکھوں کے باہمی تعلقات پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے اور جماعت احمدیہ اس کتاب کے لکھنے پر اور شائع کرنے پر مستحق مبارکباد ہے۔ یہ وقت کی ضرورت ہے اور اس کو جماعت احمدیہ نے محسوس کیا اور پھر اس کتاب کے ذریعہ اس کو پورا کر دیا۔"

احباب جماعت یہ کتاب نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان سے طلب فرمائیں۔ سکھ احباب کو تحفہ دینے کے لئے یہ بہت عمدہ کتاب ہے۔

السَّابِقُونَ الْاَوَّلُوْنَ

صیغہ ہذا کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ جو احباب اپنے نئے سال یعنی دفتر اول کے ۲۹ ویں اور دفتر دوم کے ۱۹ ویں سال کے وعدے ۳۰ نومبر تک نقد ادا فرما دیں گے ان کے ناموں کی فہرست بغرض دعا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوا دی جائے گی۔ سو اس کے مطابق پہلی فہرست انشاء اللہ ۱۰ نومبر کو حضور کی خدمت میں بھجوائی جا رہی ہے۔

دوسری دعائیہ فہرست

ان مخلص احباب کے ناموں پر مشتمل ہوگی جو ۳۱ جنوری ۱۹۶۳ء تک اپنے وعدے سو فیصد ادا فرما دیں گے۔ سو احباب ابھی سے عہد کر لیں کہ وہ حضور انور کی خدمت میں پیش ہونے والی فہرست میں اپنے نام لکھوا کر حضور کی دعاؤں کے مستحق بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

نئی وصایا کے متعلق مخلصانہ تعاون

مکرم سید صمصام الدین احمد صاحب سابق مبلغ مقیم کرناٹک نے کوشش کر کے چار نئی وصایا بھجوائی ہیں جس کے لئے صیغہ ہذا ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو دو چند عطا بخشے اور ان کی مشکلات اور پریشانیوں کا ازالہ فرمائے۔

سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ اب سر پر ہے اور صرف چند روز باقی رہ گئے ہیں۔ جلسہ کے معزز مہمانوں کی خدمت اور تواضع کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ اجناس خریدی جا رہی ہیں۔ مصالحے لائے جا رہے ہیں۔ اور دوسری ضروریات پر بجٹ کے مطابق روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ اور بجٹ وہی ہے جو جماعتوں کا بھجوایا ہوا ہے اگر جماعتیں اس بجٹ کو پورا نہ کریں تو دوسری مدات کو توڑنا پڑتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جلسہ کی ضروریات کے لئے جلسہ سے قبل رقم کا مہیا ہونا ضروری ہے۔ بعض جماعتوں کی طرف سے چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی ہو چکی ہے ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور جو ابھی ادا نہیں کر سکیں ان سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد ادائیگی کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

جکارتہ ۲۶ نومبر- انڈونیشیا کے وزیر خارجہ ڈاکٹر سباندریو نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ چینی وزیر اعظم مسٹر چو این لائی نے بھارت اور چین کے جھگڑے کا حل تلاش کرنے کے لئے انڈونیشیا سے امداد مانگی ہے۔ وزیر خارجہ نے بتایا کہ مسٹر چو این لائی کا مراسلہ سیکرٹری کو موصول ہوا تھا اور صدر سیکارنو اس پر غور کر رہے ہیں۔ مسٹر چو این لائی نے اس سے پہلے بھی بعض ملکوں کو خط لکھے تھے۔ صدر سیکارنو کے نام ان کے خط کا مضمون معلوم نہیں ہو سکا۔

نئی دہلی ۲۶ نومبر- پردھان منتری پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ بھارت سرکار جنگ بندی کے متعلق چین کی نام نہاد تجاویز کے متعلق اپنا ردعمل واضح کرنے کے لئے امور خارجہ کی وزیر مملکت شریمتی لکشمی مینن کو برما انڈونیشیا اور کمبوڈیا کے دورہ پر بھیجے گی۔ وزارت خارجہ کا ایک اعلیٰ افسر بھی ان کے ہمراہ جائے گا۔ آپ نے اس بات کی تصدیق کی کہ وزیر قانون شری اے کے سین اور سیکرٹری جنرل شری آر کے نہرو ایک دو دن میں گھانا اور عرب جمہوریت کا دورہ کریں گے۔ لنکا کی وزیر اعظم نے ان تمام ملکوں کے نمائندوں کو کولمبو آنے کی دعوت دی ہے۔ یہ ملک بھارت اور چین کے درمیان جنگ بند کرانے کی مختلف تجاویز پر غور کرنا چاہتے ہیں۔

نئی دہلی ۲۶ نومبر- مغربی جرمنی کے صدر ڈاکٹر لیبوکے نے آج دہلی پہنچنے پر اعلان کیا کہ جرمنی کے تمام باشندے چین کے ساتھ جھگڑے میں بھارت کے ساتھ ہیں۔ پالم کے ہوائی اڈے پر ڈاکٹر رادھا کرشنن کی سواگتی تقریر کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہمیں آپ کے اور بھارت کے باشندوں کو تکلیف دلانا ہوگا کہ آپ کو غیر ذمہ دارانہ طریق سے جو جنگ میں گھسیٹا گیا ہے اس میں تمام جرمن باشندے آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ نے ہمیں بھارت آنے کی دعوت دی ہے۔ ہم اس کے لئے شکر گزار ہیں۔

واشنگٹن ۲۶ نومبر- نئی دہلی میں دفاعی بات چیت میں حصہ لینے والے چند امریکی ماہرین کا یہ خیال ہے کہ چینی فوجوں کو بھارتی علاقہ سے نکالنے کے لئے کم سے کم ۲۰ لاکھ تربیت یافتہ اور اچھی طرح مسلح فوج درکار ہوگی۔ یہ واضح ہے کہ موجودہ جنگ بندی میں چین کا مقصد یہ ہے کہ لداخ میں اس کے زیر قبضہ جو زمین آ گئی ہے اس پر اس کا قبضہ بنا رہے تاکہ سطح مرتفع انعامے چین کے پار سنکیانگ اور تبت کے مابین رابطہ قائم رہ سکے۔ چین کو اس سڑک کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر اسے ردس پر انحصار کرنا ہوگا۔ بعض مبصروں نے کہا ہے کہ اس صورتحال سے یہ امکان ہے کہ اگر بھارت ہوشیاری سے کام لے تو روس بھارت کو اپنا علاقہ آزاد کرانے کی کوششوں کا خیر مقدم کرے گا۔ بتایا گیا ہے کہ اگر چینیوں نے دوبارہ حملہ کیا تو بھارت کو اپنے شہروں کی حفاظت کے لئے امریکن ریڈار اور جہازوں کی ضرورت ہوگی۔ چینی حملہ آور سپلائی کے لمبے راستوں پر بمباری سے گھبراتے ہیں

لاہور ۲۶ نومبر- سول اینڈ ملٹری گزٹ نے باخبر حلقوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امریکہ نے پاکستان کی نئی غلط بازیوں کے خلاف پہلے قدم کے طور پر پاکستان

قادیان میں ہری جنوں کا جلسہ

قادیان ۱۸ نومبر- آج تین بجے کے قریب ریتی چھلہ کے پاس ہری جنوں کا جلسہ ہوا۔ جس میں شری دربام چند صاحب سابق میونسپل کمشنر قادیان نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ خون کے عطیہ کے لئے جب ڈاکٹر صاحب آئے تو سوائے ہندوؤں سوائے احمدیوں کے شہر سے کوئی دوسرا آدمی وقت پر پہنچ کر خون کو ٹیسٹ نہ کرا سکا۔ احمدیہ جماعت کے افراد نے ہمارے شہر کی لاج رکھ لی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جتنا خون لینا چاہیں میں ہر وقت دینے کے لئے تیار ہوں۔ اس قومی خدمت میں کسی کو خوف نہ ہونا چاہیئے۔ ہری جن برادری باوجود دقتوں کے اس قومی خدمت میں کسی سے پیچھے نہ رہے گی (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق　　یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا

اکہترواں سالانہ

جلسہ

انعقاد بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز منگل - بدھ - جمعرات

تحقیقِ حق و صداقتِ احمدیت معلوم کرنے کا بہترین و نادر موقعہ

— خود تشریف لا کر فائدہ اٹھائیں —

پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم اور امن و اتحاد کے قیام کے متعلق تقاریر سنیں

حضرت امام جماعت احمدیہ کے روح پرور پیغام کے علاوہ ذیل کے روحانی اور علمی موضوعات پر جماعت احمدیہ کے علماء (ودوان) خطاب فرمائیں گے

پہلا دن ۱۸ فتح ۱۳۴۱ ہش منگل وار ۱۸ دسمبر ۱۹۶۲ء

پہلا اجلاس

زیرِ صدارت حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

تلاوت قرآن کریم و نظم

دعاء افتتاح جلسہ

پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پیغام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی

موجودہ اقوامِ عالم — مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ کلکتہ

نظم

ہندوستان پر اسلام کا اثر — مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس

اسلامی عبادات اور دیگر مذاہب — مکرم مہاشہ محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ

دوسرا اجلاس (بوقتِ شب)

زیرِ صدارت محترم پروفیسر ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب ایم اے ڈی لٹ پٹنہ

تلاوت قرآن کریم و نظم

برکاتِ خلافت — مکرم مولوی محمد سلیم صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ

جماعت احمدیہ کی نئی تحریکات، تحریکِ جدید، وقفِ جدید — مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی

دوسرا دن ۱۹ فتح ۱۳۴۱ ہش بدھوار ۱۹ دسمبر ۱۹۶۲ء

پہلا اجلاس

زیرِ صدارت محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ

تلاوت قرآن کریم و نظم

ہستی باری تعالیٰ — مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل ایڈیٹر الفرقان ربوہ

شاہانِ اسلام کی رواداریاں — مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی

نظم

موجودہ زمانہ میں مذہب کی شدید ضرورت — مکرم پروفیسر ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب ایم اے ڈی لٹ پٹنہ

قومی یکجہتی اور اس کے قیام کے ذرائع — مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ

دوسرا اجلاس (بوقتِ شب)

زیرِ صدارت محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر

تلاوت قرآن کریم و نظم

ذکرِ حبیب

عقائدِ احمدیت پر اعتراضات اور ان کے جوابات — مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس

تیسرا دن ۲۰ فتح ۱۳۴۱ ہش جمعرات ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء

پہلا اجلاس

زیرِ صدارت محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد سکندرآباد

تلاوت قرآن کریم و نظم

شری کرشن جی اور شری گورو نانک کے متعلق بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم — مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ

صداقت حضرت مسیح موعود بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام — مکرم گیانی عباد اللہ صاحب

جماعت احمدیہ کی ترقی اور اس کے اسباب — مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ

نظم

خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور اس کی علامات — مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب فاضل ایڈیٹر الفرقان ربوہ

حضرت محمد مصطفیٰ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

دوسرا اجلاس (بوقتِ شب)

زیرِ صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تلاوت قرآن کریم و نظم

احبابِ جماعت احمدیہ ہندوستان کی ذمہ داریاں — مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس

اختتامی خطاب

دعاء

نوٹ: (۱) مردانہ جلسہ کا پروگرام بذریعہ لاؤڈ سپیکر زنانہ جلسہ گاہ میں بھی سنا جا سکے گا۔
(۲) دورانِ جلسہ میں کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (۳) ناظر دعوۃ و تبلیغ کی اجازت سے پروگرام میں تبدیلی ہو سکتی ہے
(۴) مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام بذمہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگا۔ البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں
(۵) اجلاس شبینہ بعد نماز مغرب و عشاء و فراغت از طعام مسجد اقصیٰ میں ہوا کریں گے۔

الداعی

مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان (انڈیا)

(ارمان آرٹ پریس امرتسر)
ہفت روزہ بدر قادیان رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷